سید منور علی شاہ بخاری قادری رضوی

یہ شمارہ علامہ ارشد القادری کے نام

ملت کا ترجمان

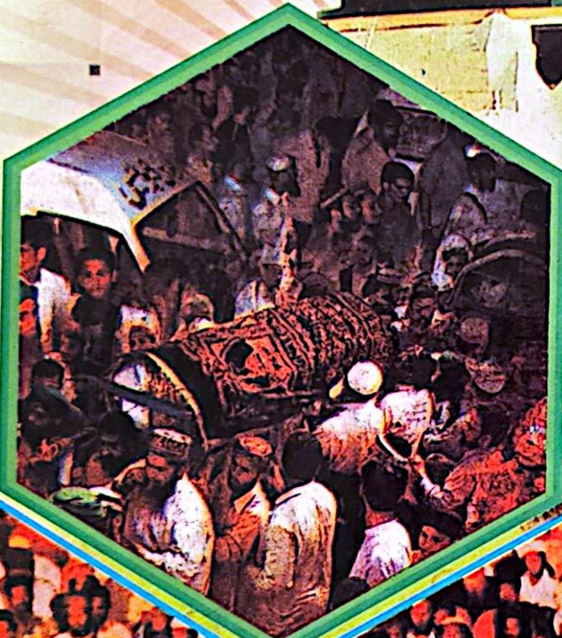
ماهنامه

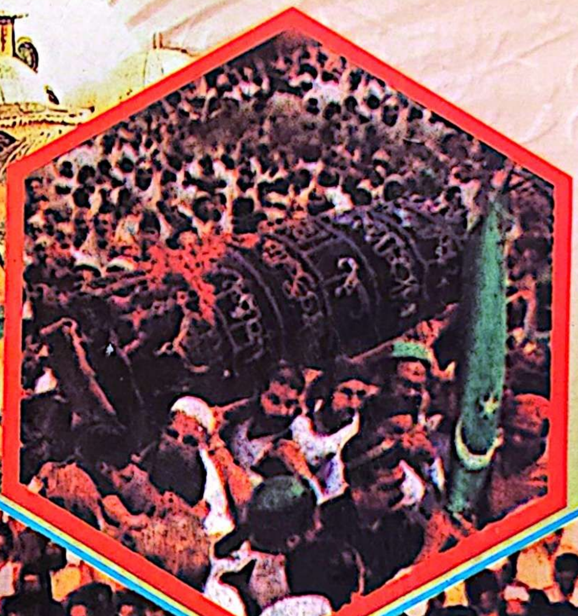
امیر اہلسنت

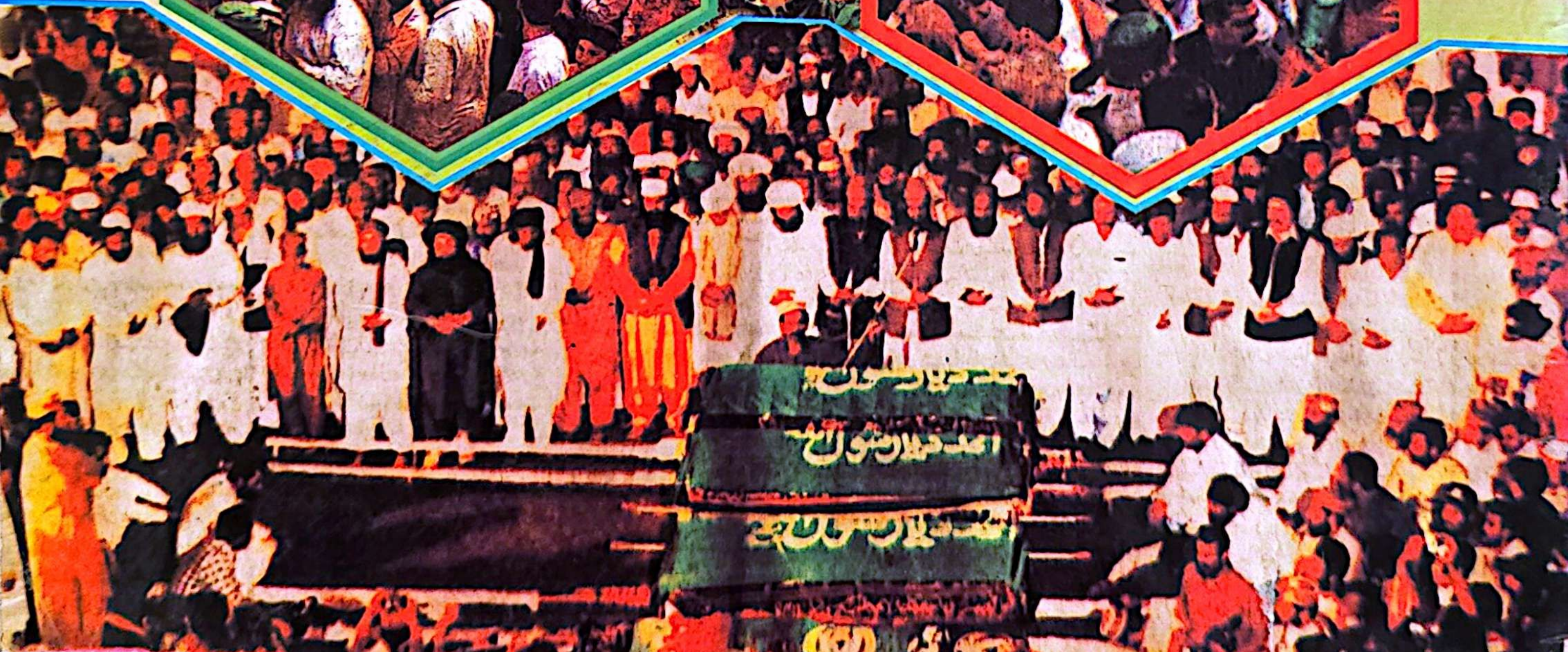
لاہور

April May 2006

فدا ہو کے تجھ پہ یہ عزت ملی ہے







انہی سے سیرت امیر اہلسنّت کی — انہی سے بن گئی صورت تعمیر اہلسنّت کی

ماہنامہ
امیر اہلسنّت
لاہور

فیضان نظر
شہزادہ امام احمد رضا بریلوی
حضور مفتی اعظم ہند نوری

بیاد خاص
شیخ الحدیث، محدث اعظم پاکستان
مولانا محمد سردار احمد قدس سرہ
سردار آباد

علامہ
ارشد القادری نمبر
رحمۃ اللہ علیہ

ایڈیٹر ← حافظ محمد وسیم قادری

MONTHLY
AMEER-E-EHL-E-SUNNAT
LAHORE
Waseemrazaqadri@yahoo.com

Raza Academy
138 north gate road stockport, uk

ہدیہ فی شمارہ ______ 15 روپے
سالانہ ______ 200 روپے
ہندوستان ...... 25 روپے ...... بیرون ممالک ...... 20 پاؤنڈ
لائف ممبر شپ ...... 300 سو امریکی ڈالر
ڈرافٹ پر صرف ماہنامہ امیر اہلسنت لاہور لکھیں
مسلم کمرشل بینک بھیال لاہور کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 4-1437

رسالہ آپ کے ہاتھوں میں ہے پڑھنے سے پہلے ذرا غور کریں کہ آپ کا سالانہ زرتعاون ختم تو نہیں ہو گیا اگر ایسا ہے تو فورا منی آرڈر یا ڈرافٹ کے ذریعے اس کی ممبر شپ فیس روانہ فرما دیں اور رسالے کو جلا بخشیں۔ (ادارہ)

امیر اہلسنّت پبلی کیشنز 1173 خضر روڈ اپرمال لاہور
0300-4641210
0333-4455630

فدا ہو کہ تجھ پہ یہ عزت ملی ہے

اپنے آقا و مولیٰ تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر جان نچھاور کرنا ہر صاحب ایمان مسلمان کے دل کی خواہش ہے کیونکہ انھوں نے ہی اسلام دیا اور آپ کی مبارک ذات سے ایمان ملا۔ اور ایمان کامل اُس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک ہر چیز سے بڑھ کر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہ کی جائے۔ مسلمانانِ اہلسنّت جو نہ صرف پاکستان بلکہ پوری دُنیا میں بڑی جماعت ہیں جو دل و جان سے اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں۔ ہر سال جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پر بہار موقع پر محافل میلاد اور جلوس کا اہتمام ہر شہر اور گاؤں سے کیا جاتا ہے۔ اس سال مسلمانوں نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت منا کر پوری دُنیا میں مثال قائم کر دی کون سا شہر ہے جہاں سے جلوس نہ نکلا، کون سا قصبہ ہے جہاں سے محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صدائیں بلند نہ ہوئیں، کون سا محلہ ہے جہاں پر سبز سبز جھنڈے نہ لہرائے گئے کون سا گھر ہے جہاں چراغاں نہ ہوا۔ ہر گلی ہر محلے میں منعقدہ محافل میلاد و نعت کے پروگراموں کو دیکھ کر شیطان بوکھلا گیا اور ہر سال کی طرح اس سال بھی اپنے سر پر خاک ڈالنے لگا سوائے ابلیس کے جہاں میں ہر کوئی جشن ولادت کی خوشی منا رہا ہے شیطان رجیم سے دیکھا نہ گیا اس نورانی ماحول کو ختم کرنے کیلئے شیطان نے اپنے چیلوں کو تیار کیا اور مختلف شہروں میں امن و امان کو خراب کرنے کی کوشش کی۔ پہلی مرتبہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دن کیسی محفل میلاد میں بم دھماکہ ہوا جس کے نتیجے میں ساٹھ کے قریب قیمتی جانیں ضائع ہوگئی نشتر پارک کراچی میں نماز مغرب کے وقت سنی تحریک کے قائدین جناب عباس قادری، افتخار احمد بھٹی اور اکرم قادری کے ساتھ تحریک عوام اہلسنّت کے سربراہ جناب حاجی حنیف بلو اور سابق صوبائی وزیر حافظ محمد تقی 57 افراد کے ساتھ جام شہادت نوش فرما گئے مولانا شاہ تراب الحق قادری اور مولانا شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمہ کے صاحبزادے جناب علامہ کوکب نورانی بال بال بچ گئے نماز مغرب سے قبل شاہ تراب الحق صاحب نے تقریر ختم کی تھی اور نشتر پارک عوام اہلسنّت سے کچھا کچھ بھرا ہوا تھا بم دھماکہ 7 بج کر 5 منٹ پر سٹیج کے قریب دوسری صف میں سنی تحریک کے قائدین کو نشانہ بنا کر کیا گیا۔ سوچنے کی بات ہے کہ اس قدر گھٹیا حرکت کون کر سکتا ہے؟ شیطان کے بہکاوے کے بغیر یہ کام کیسے پایہ تکمیل تک پہنچ سکتا تھا۔ اجتماع گاہ میں حفاظتی انتظامات کا فقدان تھا بلکہ یہ کہا جائے تو بے جا نہیں ہوگا کہ حفاظتی انتظامات کا کوئی وجود نہیں تھا۔ اسٹیج کے نزدیک ایک پولیس والا بھی موجود نہ تھا۔ اس آسانی کو دیکھتے ہوئے شیطان دہشت گرد نے حملہ کیا۔ ہر طرف آگ کے شعلے بھڑک اٹھے نورانی محفل آگ و خون میں تبدیل ہوگئی۔ لیکن اتنے بڑے اجتماع سے پولیس اور کراچی انتظامیہ غائب تھی۔ یک دم فضاء میں سنی مجاہدوں کے اعضاء اور خون کے فوارے ابل پڑے سنی تحریک اور دعوت اسلامی کے رضا کاروں نے شرکائے محفل سے ملکر اس قیامت صغریٰ کے منظر کا سامنا کرنے کی کوشش کی دس منٹ کے بعد ایدھی اور چھیپا کی کئی ایمبولینس پہنچ گئی لیکن اس وقت تک کئی خوش نصیب جام شہادت نوش کر چکے تھے زخمیوں کو فوراً ہسپتال پہنچایا گیا۔

نہایت شریف لوگ دہشت گردی کی بھینٹ چڑھ گئے اب حکومت ان دہشت گردوں کی تلاش میں مصروف ہے۔ اس سے پہلے لاہور میں چودہ فروری کو ہونے والی توڑ پھوڑ اور جلاؤ گھیراؤ کے وقت بھی پولیس غائب تھی۔ یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ لاہور میں اہل تشیع کے چھوٹے سے جلسے کیلئے لاہور پولیس نے پورے علاقہ کو گھیرے میں لیے رکھا اور اہلسنّت کی طرف سے کسی بھی جلسے اور جلوس میں انتظامیہ اور پولیس برائے نام ہوتی ہے۔ اور بعد میں مجرموں کو پکڑنے کی بجائے علمائے اہلسنّت کو اور پر امن عوام اہلسنّت کو جیل کی سلاخوں کے پیچھے ڈال دیا جاتا ہے پورے ملک میں اہلسنّت و جماعت کا ہر سطح پر استحصال کیوں کیا جا رہا ہے؟ کیا حکومت اہلسنّت و جماعت کو نظر انداز کرنا چاہتی ہے؟ کیا عوام اہلسنّت اب بھی نہ جاگیں گے۔ دعوت اسلامی کے عالمی مرکز فیضان مدینہ میں پہلی مرتبہ رونما ہونے والے عظیم سانحہ کو تخریب کاری سے خالی قرار نہیں دیا جا سکتا سازش جس قدر بھی ہو لیکن اتنی ہلاکتیں سمجھ میں نہیں آتیں۔ راستے کھل جانے کے باوجود بھی دم گھٹ جانا اور بیہوش ہو جانا اس میں بھی کہیں کوئی بیرونی ہاتھ تو کارفرما نہیں تھا فیضان مدینہ میں تو ہر سال محفل میلاد ہوتی لیکن اسلامی بہنوں کی اس محفل میں اچانک انہونی آفت کا ٹوٹ پڑنا اور اس قدر شدید سمجھ میں نہیں آتا اس واقع کی بھی مکمل تحقیق ہونی چاہیے۔ پرانی سبزی کو ختم کر کے فیضانِ مدینہ کے سامنے تفریحی پارک بنا دیا گیا ہے جس سے فیضان مدینہ کا راستہ اور بھی تنگ ہو گیا ہے۔ کراچی حکومت کو چاہیے تھا کہ پرانی سبزی منڈی کی ساری جگہ دعوت اسلامی کے عالمی مرکز فیضان مدینہ کی خدمات کے صلے میں ہمیشہ کیلئے دعوت اسلامی کے نام وقف کر دیتی تا کہ مسلمانانِ پاکستان کو اسلامی تعلیم و تربیت حاصل کرنے میں آسانی ہوتی۔ لیکن افسوس ایسا نہ ہوا۔ اگر اب بھی حکومت سنجیدگی سے غور کرے تو مستقبل میں کئی حادثات سے بچا جا سکتا ہے۔ علمائے اہلسنّت اور سنی مسلمان بھائیوں اور بہنوں کو تخریب کاری اور دہشت گردی سے ڈرایا دھمکایا نہیں جا سکتا غلامانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جان دینے سے نہیں ڈرتے ان کی تو دلی آرزو ہے کہ ہماری جان سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہو جائے جان تو جانی ہے لیکن آپ ﷺ کے نام پر جائے تو کیا بات ہے ذرا سوچیے عید میلاد النبی ﷺ کے اجتماع میں نماز کی حالت میں راہِ حق میں جان دینے والے کو کیا مقام عطا ہوگا...... فدا ہو کہ تجھ پہ یہ عزت ملی ہے۔

اداریہ

فروغِ اسلام کیلئے

امام اہلسنّت رحمۃ اللہ علیہ کا دس نکاتی تعلیمی پروگرام

4۔طبائع طلبہ کی جانچ ہو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دے کر اس میں لگایا جائے۔

تسھیل :. ذہین طلباء کا انٹرویو (امتحان) لیا جائے جس شعبے میں طالب علم دلچسپی رکھتا ہو معقول وظیفہ کیساتھ اُسی میں لگایا جائے۔

وضاحت: دس نکاتی تعلیمی پروگرام کے چوتھے نکتے میں امام اہلسنّت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن نے تعلیمی میدان میں درپیش تین مشکلات کو حل فرمادیا ہے۔

(۱) پڑھنے والے کا میلان دیکھا جائے تاکہ دلجمعی سے پڑھ سکے۔

(۲) پڑھانے والے کو آسانی ہو تاکہ خوب محنت کیساتھ پڑھا سکے۔

(۳) ہر شعبے میں تیار شدہ افراد میسر آسکیں تاکہ قحط الرجال سے نجات ملے۔

(۱) پڑھنے والے کا میلان : تعلیم میں متعلم کی دلچسپی نہایت ضروری ہے جب تک ایک طالب علم مکمل توجہ اور حاظر دماغی سے تعلیم حاصل نہیں کرے گا اُس وقت تک کماحقہ اس سے نہ تو خود مستفیض ہوسکتا ہے نہ دوسروں کو کچھ دے سکتا ہے۔اس کیلئے طلباء کا قلبی رجحان دیکھنا بہت ضروری ہے۔جو طالب علم جس فن اور شعبے کی طرف میلان رکھتا ہو۔بہتر ہے کہ اُسے اس شعبے میں زیادہ مصروف کیا جائے اور احسن انداز میں اس کی رہنمائی کی جائے ۔مثلاً جو طالب علم صرف کو پسند کرتا ہے اُسے نحو پڑھنے کیساتھ ساتھ صرف میں اس قدر مہارت دی جائے کہ صرف پڑھنے والوں کیلئے مثال بن سکے۔اس طرح جو طالب علم خطاطی ، نحو ، فلسفہ ، منطق ، لغت ، فقہ ، علم قرآن ، علم حدیث وغیرہ جس میں دلچسپی رکھتا ہو اُسے اُس شعبے میں مزید تربیت دی جائے اسی طرح تحریر تقریر ، وعظ اور مناظرہ میں دلچسپی کو دیکھا جائے۔تاکہ مستقبل میں تجربہ کار افراد تیار ہو کر ہر شعبے میں ملک وقوم کی بھاگ دوڑ سنبھال سکیں۔

(۲) پڑھانے والے کو آسانی : جب طلباء کے قلبی میلان کا مدرس کو علم ہو جائے تو اُس کیلئے تدریس آسان ہو جاتی ہے ، کامیاب استاد کو سب سے پہلے طلباء کے دل میں علم دین کے حصول کی شان وعظمت کو بیٹھا دینا چاہیے تاکہ طالب علم دلجمعی سے تعلیم حاصل کرے۔مؤثر تدریس کیلئے شفیق استاد کو طلباء کے ظاہری احوال کیساتھ ساتھ باطنی خیالات واحساسات سے آگاہی حاصل کرنا ضروری ہے۔تاکہ جو چیز طلباء کیلئے حصول علم دین میں رکاوٹ بن رہی ہے اُسے دور کیا جائے جب وہ رکاوٹ دور ہو جائے گی تو پڑھانے والے کو بھی آسانی میسر آئے گی۔اکثر دیکھا گیا ہے کہ استاد ایک سبق کو کئی مرتبہ طلباء کو پڑھاتے ہیں لیکن یاد نہیں ہوتا کئی اسباق صرف ایک مرتبہ پڑھانے سے یاد ہو جاتے ہیں تحقیق کرنے پر پتہ چلتا ہے کہ طالب علم حاظر دماغی سے محروم ہے کسی پریشانی کا شکار ہے۔تجربہ کار استاد فوراً ایسے احوال کو جان لیتے ہیں بلکہ صاحب بصیرت استاد کو ہر طالب علم کے گھریلو معاملات تک کی خبر ہوتی ہے ۔اس بات کو سمجھنے کیلئے استاد الاساتذہ حضور محدث اعظم پاکستان شیخ

الحدیث حضرت علامہ مولانا سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ لائلپوری کے اندازِ تدریس کو پڑھیے راقم کو حضور محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمہ کے لاڈلے اور چہیتے شاگرد جناب مناظر اہلسنت سید حبیب الرحمٰن شاہ صاحب مدظلہ العالی نے اپنے زمانہ طالب علمی کا یہ ایمان افروز واقعہ سنایا۔

"والدمحترم نے مجھے جامعہ رضویہ لائلپور میں داخل کروادیا اور سخت تاکید فرمائی جب تک تعلیم مکمل نہ ہو جائے گھر واپس نہ آئیں۔کافی عرصہ گذر گیا لیکن میں رمضان شریف کی چھٹیوں میں بھی گھر نہ جاتا بلکہ اسباق دھراتا۔ایک دن اچانک حضور محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمہ نے کچھ طالب علموں سے پوچھا شاہ صاحب کہاں ہیں عرض کیا گیا حضور وہ اپنی مسجد میں ہوں گے میں اُن دنوں ایک مسجد میں جامعہ رضویہ کے پاس امامت کرتا تھا۔فرمایا شاہ صاحب کو فوراً بلا کر لاؤ،لڑکے مجھے لینے کیلئے مسجد میں آئے کہ حضور شیخ الحدیث علیہ الرحمہ نے تمہیں یاد کیا ہے۔میں ڈر گیا کہ کہیں کوئی غلطی یا شکایت تو آپ کے پاس نہیں پہنچ گئی ڈرتا ہوا آپ کے قدموں میں حاظر ہوا مجھے دیکھتے ہی حضور شیخ الحدیث علیہ الرحمہ فرمانے لگے لیجئے شاہ صاحب آ گئے۔

شاہ صاحب آپ کتنا عرصہ ہو گیا گھر نہیں گئے میں نے عرض کی پانچ سال فرمانے لگے۔بندہ خدا آپ پانچ سال سے گھر نہیں گئے پھر آج ہی فوراً گھر جائیں۔میں نے عرض کیا حضور والدمحترم کا حکم ہے کہ تعلیم مکمل ہونے سے پہلے گھر نہ آؤں۔فرمایا نہیں ہم تمہیں حکم دیتے ہیں گھر جائیں اور آج ہی گھر جائیں۔خزانچی صاحب سے فرمانے لگے شاہ صاحب کو نئے کپڑے دیں اور شاہ صاحب جتنے چاہیں اُتنے دیں اور آج ہی گھر روانہ کردیں۔بہت سارے کپڑوں اور تحائف کیساتھ ریل گاڑی کا ٹکٹ کروا کر مجھے کشمیر گھر جانے کیلئے روانہ کردیا۔مجھے کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ آخر ماجرا کیا ہے آج اچانک اتنا اہتمام اور حکم کیوں ہوا کافی عرصے کے بعد گھر جانے کے شوق میں چل پڑا جب کشمیر اپنے گاؤں کے قریب پہنچا تو رات کا وقت ہو چکا تھا۔گاؤں میں اُن دنوں دور دور تک بجلی نہ تھی لیکن آگ روشن تھی سمجھ نہ پایا کہ گاؤں میں اتنے لوگ کیوں جمع ہیں جب وہاں پہنچا تو معلوم ہوا کہ دو دن قبل والدمحترم انتقال فرما گئے ہیں۔اُس وقت مجھے سمجھ آئی کہ حضور محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمہ نے اپنے کشف سے میرے والدمحترم کی وفات کو جان لیا اور بغیر کسی رابطے کے مجھے فوراً پیار و محبت دیکر گھر روانہ کردیا۔

والدمحترم علیہ الرحمہ کے انتقال کے بعد حضور محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمہ نے مجھ پر خصوصی شفقت فرمائی اور تاعمر اپنے بیٹوں کی طرح پیار دیا"۔

(۳) قحط الرجال سے نجات: اس وقت ہمیں تقریباً ہر شعبے میں قحط الرجال کا سامنا ہے اس کی بڑی وجہ منصوبہ بندی کا نہ ہونا ہے اگر ہم صدقِ دل سے امام اہلسنت علیہ الرحمہ کے عطا فرما اس نکتے پر عمل پیرا ہو جائیں تو یقیناً قحط الرجال سے نجات مل سکتی ہے اور ہر شعبے میں کام کرنے والے محنتی افراد میسر آسکتے ہیں اس طرح ایک صحت منداور علمی ماحول پرورش پا سکتا ہے۔اس کیلئے ضروری ہے کہ دس نکاتی پروگرام کو بغور سمجھا جائے اور پھر اسے بتدریج عمل میں لیا جائے۔تاکہ مستقبل کے چیلنجز کا مقابلہ اور مسائل کا حل تلاش کیا جاسکے۔اس پروگرام کا آپس میں اسقدر ربط ہو کہ تعلیم مکمل کرنے کے بعد اُسی شعبے میں بطور مدرس جگہ دی جائے۔تاکہ وہ اپنے شعبے میں کامل مہارت حاصل کرلے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ایڈیٹر

جواہر القرآن

اَعُوذُ بِاللّٰہ کی تفسیر

حضرت علامہ مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری

اس موقف کی باانداز دیگر تقریر کہ تھوڑے الفاظ سے بہت سارے مسائل اخذ کئے جاسکتے ہیں۔

ہم اپنے اس قول (اعوذ باللہ) کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں، ہم کہتے ہیں اعوذ فعل مضارع کی قسموں میں سے ایک قسم ہے اور فعل مضارع فعل کی قسموں میں سے ایک قسم ہے، باللہ میں باء الصاق کے لیے ہے اور یہ حروف جر کی قسموں میں سے ایک قسم ہے، اور حروف جر حروف کی قسموں میں سے ایک قسم ہیں۔

ہمارا قول (اللہ) یہ اسم معین ہے یا تو اسماء اعلام میں سے ہے یا مشتق اسماء میں سے، جیسے کہ اس میں دو قول ہیں، اسم چاہے علم ہو یا مشتق، ہر ایک مطلق اسم کی قسموں میں سے ایک قسم ہے، علوم عقلیہ میں ثابت کیا جاچکا ہے کہ جنس کی معرفت کے بعد ہی نوع کی معرفت ہوسکتی ہے کیونکہ جنس نوع کی ماہیت کی جزء ہوتی ہے اور بسیط کا علم پہلے اور مرکب کا علم بعد میں ہوتا ہے۔

پس ہمارے قول (اعوذ باللہ) کا علم جیسے کہ چاہیے اس وقت تک حاصل نہیں کیا جاسکتا جب تک کہ پہلے اسم فعل اور حرف کی معرفت حاصل نہ ہو اور یہ معرفت اس وقت حاصل ہوگی جب ان تینوں قسموں کی حدود اور ان کے خواص کا ذکر کیا جائے گا، پھر اس سے فارغ ہو کر ضروری ہے کہ اسم کی تقسیم اسم علم، اسم مشتق اور اسم جنس کی طرف کی جائے اور ان قسموں میں سے ہر ایک کی تعریف حد، رسم اور خواص کے ساتھ کی جائے، پھر اس سے فارغ ہو کر اسم جلالت (اللہ) میں گفتگو ضروری ہے کہ یہ اسم علم ہے یا اسم مشتق؟ مشتق ہے تو کس سے؟ اور اس میں وجوہ کثیر بیان کی جائیں جو مختلف علماء نے بیان کی ہیں۔ اسی طرح خلق فعل کی حقیقت کی بحث ضروری ہے، اس کے بعد فعل کی قسمیں بیان کی جائیں جن میں سے ایک قسم فعل مضارع ہے، اس کی حد، اس کے خواص، اور اس کی قسمیں بیان کی جائیں، اس کے بعد وہ مباحث ذکر کی جائیں جن کا خاص طور پر ہمارے قول (اعوذ) سے تعلق ہے، ایسے ہی مطلق حرف کی حقیقت کی بحث ضروری ہے اس کے بعد حرف جر اس کی حد، اس کے خواص اور احکام بیان کئے جائیں، پھر اس کے بعد باء الصاق کا ذکر کیا جائے اس کی حد اور اس کے خواص بیان کئے جائیں، ان تمام مباحث پر آگاہ ہونے کے بعد ہی ہمارے قول (اعوذ باللہ) سے متعلق مباحث لفظیہ سے آگاہی ہوسکتی ہے اور ظاہر ہے کہ جن مباحث کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے بہت زیادہ ہیں۔

چوتھا مرتبہ یہ ہے کہ ہم کہتے ہیں: اسم فعل، حرف تینوں قسمیں ہیں اور جنس کلمہ کے تحت داخل ہیں، لہٰذا واجب ہے کہ ماہیت کلمہ کی بحث، اس کی حد اور اس کے خواص کو بیان کیا جائے، یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ اس جگہ کچھ اور الفاظ ہیں جو کلمہ کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں اور وہ یہ ہیں: کلام، قول، لفظ، لغت، عبارت، تو ان میں سے ہر ایک کی بحث واجب ہے، پھر یہ بحث بھی واجب ہے کہ یہ مترادف الفاظ ہیں یا متبائن اور اگر متباین ہیں تو ان کے درمیان تفصیلی طور پر

فرق کا بیان کرنا بھی واجب ہے۔

بحث کا پانچواں مرتبہ یہ ہے بلا شک وشبہہ یہ کلمات آوازوں اور حروف سے حاصل ہوتے ہیں، اس وقت آواز کی حقیقت اور اس کے وجود کے اسباب سے بحث کرنا واجب ہے اور اس میں شک نہیں کہ حیوان میں آواز کے پیدا ہونے کا سبب یہ ہے کہ سینے سے سانس نکلتا ہے، اب سانس کی حقیقت سے بحث کرنا واجب ہے اور یہ تحقیق بھی لازم ہے کہ انسان کا سانس لینا ضروری ہے تو اس کی حکمت کیا ہے؟ نیز یہ کہ سانس اندر کھینچنے سے آواز پیدا ہوتی ہے یا باہر نکالنے سے؟ اب اس تحقیق کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ دل اور پھیپھڑے کے احوال کو پہچانے، اور اس پردے کو پہچانے جو آواز کی حرکت کے لیے مبدأ اول ہے، نیز ان پٹھوں کا جاننا ضروری ہے جو پیٹ، حلق، زبان اور ہونٹوں کو حرکت دیتے ہیں، حرف کے بارے میں یہ تحقیق بھی ضروری ہے کہ وہ خود آواز ہے یا آواز سے الگ آواز میں موجود ھیئت کا نام ہے، نیز اس میں شک نہیں کہ یہ حروف آواز کو قطع کرنے کے وقت حاصل ہوتے ہیں اور ان کے مخصوص مخارج ہیں حلق، زبان، دانتوں اور ہونٹوں میں، لہٰذا ان مخارج کے احوال سے بحث واجب ہے، صرف یہی نہیں بلکہ ان پٹھوں کے احوال سے بحث بھی واجب ہے جن کی بناء پر حیوانات جنس صورت کی بہت سی انواع کو وجود میں داخل کرتے ہیں اور ان بحثوں کی دلالت مکمل نہیں ہوتی جب تک علم التشریح (طب کا ایک حصہ) نہ پڑھا جائے۔

چھٹا مرتبہ یہ ہے کہ حرف اور آواز ایسی کیفیات ہیں جن کا ادراک قوت سامعہ کے ساتھ کیا جاتا ہے، جب کہ رنگ اور روشنیاں وہ کیفیات ہیں جن کا ادراک دوسری قوتوں سے کیا جاتا ہے، تو کیا یہ کہنا صحیح ہے؟ کہ یہ کیفیات مختلف انواع ہیں جو ایک جنس کے تحت داخل ہیں اور تمام ماہیت میں ایک دوسری متبائن ہیں، اور ان کے درمیان صرف لوازم خارجیہ میں شراکت پائی جاتی ہے یا اس طرح نہیں کہا جا سکتا۔

ساتواں مرتبہ: مشہور یہ ہے کہ مقولہ کیف ایک جنس ہے اور کیفیات محسوسہ اس جنس کی ایک نوع ہیں، لہٰذا مقولۂ کیف کی تعریف ضروری ہے، پھر یہ بحث بھی واجب ہے کہ اس کا صدق ماتحت پر اس طرح ہے جیسے جنس انواع پر صادق آتی ہے یا اس طرح نہیں ہے؟

آٹھواں مرتبہ مقولۂ کیف، مقولۂ کم اور مقولۂ نسبت سب عرض ہیں، لہٰذا مقولۂ عرض، اس کی قسموں، اس کے احکام ولوازم اور توابع کی بحث واجب ہے۔

نواں مرتبہ: عرض اور جوہر دونوں ممکن کے تحت داخل ہیں، ممکن اور واجب دونوں وجود کی قسمیں ہیں، لہٰذا وجود عدم کے لواحق کی بحث واجب ہے اور وہ اس طرح کہ موجود کا واجب اور ممکن پر صدق کیسا ہے؟ کیا اس طرح ہے جیسے جنس اپنی انواع پر صادق آتی ہے؟ یا جس طرح لوازم اپنے موضوفات پر صادق آتے ہیں اور اس باب کی دوسری ابحاث۔

دسواں مرتبہ: اس میں شک نہیں کہ معلوم، مذکور اور مخبر عنہ میں موجود اور معدوم دونوں داخل ہیں، تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایسا امر بھی حاصل ہے جو موجود سے بھی عام ہے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ مظنون معلوم سے بھی عام ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ مان لیا کہ معلوم تمام اعتبارات سے عام ہے، اس میں شک نہیں کہ معلوم کا مقابل غیر معلوم ہے، لیکن جب تک کسی شے کی حقیقت معلوم نہ ہو اس پر یہ حکم نہیں کیا جا سکتا کہ وہ اپنے غیر کے مقابل ہے، تو جب ہم نے غیر معلوم پر حکم کیا کہ وہ معلوم کے مقابل ہے تو واجب ہے کہ غیر معلوم ہو، اس وقت معلوم کا مقابل معلوم ہی ہوگا اور یہ محال ہے۔

(اس اشکال کا جواب (واللہ تعالیٰ اعلم) یہ ہے کہ ہمیں یہ مقدمہ تسلیم نہیں ہے کہ "جب تک کسی شے کی حقیقت معلوم نہ ہو اس وقت تک اس پر یہ حکم نہیں لگایا جاسکتا کہ وہ اپنے مقابل کا غیر ہے"۔ کسی بھی شے پر یہ حکم لگانے کے لیے کہ وہ اپنے مقابل کا غیر ہے اس کا کسی نہ کسی وجہ سے معلوم ہونا کافی ہے، یہ ضروری نہیں ہے کہ غیر معلوم مجہول مطلق ہے، یہاں تک کہ وہ "غیر معلوم" کے عنوان سے بھی معلوم نہیں ہے یعنی اس عنوان کے علاوہ دیگر کسی بھی عنوان سے جو شے معلوم ہے وہ ایک طرف اور اُس عنوان سے جو غیر معلوم ہے وہ دوسری طرف ہے، یہی تقابل کا مطلب ہے یہ اگر غیر معلوم کے عنوان سے معلوم ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (۱۲ اشرف قادری)

یاد رہے کہ جو شخص ان دس مراتب کو موجودات کی جزئیات میں سے ہر جزئی میں اعتبار کرے گا اس کے لیے بے شمار مباحث کے دروازے کھل جائیں گے اور اس کی عقل ان مباحث غیر متناہیہ کے معمولی حصے کا احاطہ بھی نہیں کر سکے گی۔

اس گفتگو سے بخوبی معلوم ہو گیا کہ تھوڑے الفاظ سے علوم کثیرہ کا استنباط کیا جاسکتا ہے۔



دنیا ہی میں گناہ کا عذاب

حضرت علامہ مولانا عبد المصطفیٰ اعظمی

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام گناہوں میں سے جس کو اللہ تعالیٰ چاہتا بخش دیتا ہے بجز والدین کی ایذا رسانی کے کیونکہ اس گناہ والے کو اللہ تعالیٰ اس کی موت سے پہلے اس کی زندگی ہی میں عذاب دے دیا کرتا ہے۔ (مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۴۲۱ بحوالہ بیہقی)

شرح حدیث: دنیا دار العمل (عمل کا گھر) اور آخرت دار الجزاء (بدلہ کا گھر) ہے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ ہر نیکی کا ثواب اور گناہ کا عذاب آخرت میں دے گا۔ مگر وہ بڑا غفور و رحیم ہے۔ وہ بندوں کے گناہوں میں جس گناہ کو بخشنا چاہتا ہے بخش دیتا ہے۔ اور آخرت میں اس گناہ پر بندوں کو کوئی عذاب نہیں دے گا مگر ماں باپ کی نافرمانی اور ان کی ایذا رسانی وہ خطرناک گناہ کبیرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو معاف نہیں فرماتا بلکہ اس پر اس قدر غضب و جلال کا اظہار فرماتا ہے کہ صرف آخرت ہی میں نہیں۔ بلکہ اس گنہگار کو اس کی موت سے پہلے دنیوی زندگی ہی میں عذاب کے اندر گرفتار فرما دیتا ہے۔

چنانچہ بارہا کا تجربہ ہے کہ والدین کے ستانے والوں کا بہت برا انجام ہوتا ہے، اور یہ لوگ اپنی دنیوی زندگی ہی میں طرح طرح کے عبرت ناک عذابوں میں گرفتار ہو گئے ہیں۔ بلکہ ایسا بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ والدین کے ستانے والوں کو خود ان کی اولاد نے ٹھیک اسی طرح ستایا جس جس طرح ان لوگوں نے اپنے ماں باپ کو دکھ دیا تھا۔ بہر حال والدین کی ایذا رسانی اور نافرمانی اس لحاظ سے دوسرے کبیرہ گناہوں سے زیادہ ہولناک اور بڑا گناہ ہے کہ دوسرے کبیرہ گناہوں کو تو خداوند کریم معاف بھی فرما دیتا ہے اور بعض گناہوں پر صرف آخرت میں عذاب دیتا ہے۔ مگر والدین کی ایذا رسانی پر تو دنیا ہی میں عذاب خداوندی کی مار پڑتی ہے۔ اور آخرت کا عذاب بہر حال اس گنہگار کو ملنے والا ہی ہے۔ کیونکہ آخرت دار الجزاء (بدلہ کا گھر) ہے۔ اس لیے ماں باپ کو ستانے والا دنیا و آخرت دونوں گھروں میں عذاب کا حقدار ہے۔

دوزخ سے بچانے والا پردہ

حدیث: حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ میرے پاس ایک عورت اپنی دو بیٹیوں کے ساتھ آئی اور بھیک مانگنے لگی تو اس نے میرے پاس ایک کھجور کے سوا کچھ نہیں پایا تو میں نے وہی ایک کھجور اس کو دے دی تو اس نے اسی کھجور کو اپنی دونوں بیٹیوں کے درمیان تقسیم کر دیا اور خود نہیں کھایا پھر وہ کھڑی ہوئی اور گھر سے باہر چلی گئی۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکان میں داخل ہوئے۔ تو میں نے یہ ماجرا آپ سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ جو شخص ان بیٹیوں کے ساتھ آزمائش میں ڈالا گیا اور اس نے اپنی بیٹیوں کے ساتھ بہترین سلوک کیا تو یہ بیٹیاں اس کے لیے جہنم سے پردہ بن جائیں گی۔ (مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۴۲۱ بحوالہ بخاری و مسلم)

تشریح حدیث: اس حدیث کی بعض روایات میں یوں بھی وارد ہوا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَوْجَبَ لَھَا بِھَا الجَنَّۃَ اَوْ عَتَقَھَا بِھَا مِنَ النَّارِ.

اللہ تعالیٰ نے اس عورت کے لیے جنت واجب فرمادی یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا اس عورت کو اللہ تعالیٰ نے جہنم سے آزاد فرمادیا۔

اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں یوں بھی آیا ہے:

"جو مسلمان دو بیٹیوں کو ان کے بالغ ہونے تک پرورش کرے گا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی دو انگلیوں کو ملا کر فرمایا کہ میں اور وہ قیامت کے دن اس طرح ساتھ رہیں گے

(مشکوٰۃ جلد ۵ص ۴۲۱ بحوالہ مسلم)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ان حدیثوں میں ان والدین کے لیے بشارت عظمیٰ اور خوشخبری جو چند بیٹیوں کے ماں باپ ہیں اور محبت وشفقت کے ساتھ خدا کی نعمت سمجھ کر پرورش کرتے ہیں کیونکہ فرمانِ رسول کے بہ موجب یہ بیٹیاں ماں باپ کے لیے آتشِ جہنم سے بچانے والا پردہ بنیں گی اور جنت میں داخل ہونے کا ذریعہ بھی بن جائیں گی۔ جو لوگ اپنی جہالت سے بیٹیوں کو حقیر سمجھ کر ان سے نفرت کرتے ہیں وہ ان حدیثوں سے سبق سمجھ کر ان کی پرورش کرتے رہیں اور خداوند قدوس سے اس کے اجر و ثواب کی امید رکھیں۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

ضروری اطلاع

ماہنامہ امیر اہلسنت لاہور کے بڑھتے ہوئے کام کی وجہ رسالے کو علیحدہ امیر اہلسنت پبلی کیشنز لاہور کے شعبہ میں منتقل کردیا گیا ہے۔ قارئین نوٹ فرمالیں آئندہ شمارہ جون میں شائع ہوگا۔

علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کی خدمات کو خراج تحسین

"گزشتہ دنوں ہندوستان سے رئیس التحریر شہنشاہ قلم سماحۃ الشیخ حضرت علامہ ارشد القادری صاحب علیہ الرحمہ یہاں انگلینڈ میں ہونے والی "دعوت اسلامی کانفرنس" میں تشریف لائے ہوئے تھے انہوں نے برطانیہ کے طول وعرض میں تحریکی وتنظیمی عنوان سے انعقاد پذیر اجلاس میں اپنے مؤثر ترین خطبات اور فکر انگیز قیادت سے نوازا علامہ اپنے ضعف عمری اور علالت کے باوجود قوم وملت کے لیے ایک حساس دل رکھتے۔ برسوں کی باتیں، مشائخ اہل سنت کی صحبت فیض اثر کے تذکار تا ہنوز ان کے امانتدار اور قومی حافظے میں محفوظ تھے دروانِ گفتگو وہ ہندوستان کے بعض جامعات کے مدرسین کی تدریسی وعملی بے اعتنائی اور معیار تعلیم کے انحطاط پر حد درجہ شکستہ خاطر نظر آئے۔ عصر حاضر میں علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ ہماری جماعت کے وہ واحد ہمہ جہت عالم دین تھے جنہوں نے مذہب و مسلک کے حوالے سے پوری دنیا میں کام کیا ہے۔

آج برطانیہ کے سینے پر سنیوں کی تقریباً آٹھ سو مسجدیں کھڑی ہیں۔ آپ شاید یقین نہ کریں، ان کی بقا میں موصوف کا خون جگر شامل ہے۔ بلاشبہ کسی عالمی تحریک کی کامیابی کے لیے بے لوث خدمت، جذب دروں کی فراوانی، اخلاقیات کی بلندی، آفاقی ذہنیت اور اولوالعزم بیداری کی بہر گام ضرورت ہوتی ہے۔ آج ہم میں ایسے قائدین کا فقدان ہے جنہیں عنایت ایزدی اور اپنے وسیع تر تجربات کی بدولت ایک طرف یہ ادراک حاصل ہو کہ اسلامی تعلیمات کی روح اور اس کی تقدیر کیا ہے۔ دوسری طرف ان میں یہ صلاحیت بھی ہو کہ وہ جدید حوادثات کا اندازہ صحت کے ساتھ کر سکیں جب کہ قوم کی حقیقی قوت عمل کا انحصار انہی نفوس پر ہوتا ہے۔

مکتوب" مولانا فروغ القادری ڈائریکٹر ورلڈ اسلامک مشن، انگلینڈ

علامہ ارشد القادری اسلاف کا عکس جمیل

رحمۃ اللہ علیہ

محمد صلاح الدین سعیدی

اس کائنات رنگ و بو میں میں آنے والا ہر شخص کسی نہ کسی صلاحیت سے بہرہ ور ہوتا ہے کوئی عالم دین ہے تو علم کا نور بانٹ کر اپنی صلاحیت کا اظہار کرتا ہے کوئی ادیب ہے تو زبان و ادب کی خدمت کر کے اہل زبان سے داد حاصل کرتا ہے کوئی شاعر ہے تو الفاظ کو کسی خوبصورت بحر میں سجا کر اور اہل ذوق سے واہ واہ سنتا ہے کوئی مصلح ہے تو معاشرے کی اصلاح کر کے افراد معاشرہ میں عزت کا مقام پاتا ہے۔

ہر گل را رنگ و بوئے دیگر است

لیکن اس وقت ہمارا قلم جس عظیم ہستی کے در پہ جبیں سائی کر رہا ہے وہ قدامت کا ایسا ''گل رنگیں ادا'' تھا کہ نقاش ازل نے اس کے پیراہن میں کئی رنگ بھرے تھے اور کئی خوشبوئیں بسائیں تھیں۔ میری مراد ہیں برصغیر کے صف اول کے قلمکار عالمی شہرت یافتہ سکالر، ممتاز عالم دین، بے باک صحافی، مایہ ناز شاعر، ادیب اور عظیم مصلح قوم حضرت علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ آپ بھاری کے صوبہ اُتر پردیش میں 1925ء کو پیدا ہوئے فقر و درویشی اور طبع سلیم شفقت پدری کے سائے میں حاصل کی۔ علوم معارف کی لازوال دولت ہندوستان کے نامور بزرگ اور عالم دین حافظ ملت حضرت حافظ عبدالعزیز محدث مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے ماموں، کراچی کے مشہور شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری رحمۃ اللہ علیہ سے پائی۔

سلوک کی منزلیں اعلیٰ حضرت کے خلیفہ صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہ کر تہہ کیں اور خرقہ خلافت شہزادہ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند الشاہ مصطفیٰ رضا خان نوری رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے تصدق ان کی روح پر رحمت خداوندی کی ایسی برکھا برسی کہ انکا وجود اسلاف کا ''عکس جمیل'' بن گیا۔

1946 میں آپ نے اپنی عملی زندگی کا آغاز مدرسہ اسلامیہ ناگ پور میں علوم اسلامیہ کی تدریس سے کیا جہاں دیگر مشاہیر کے علاوہ برصغیر کے مشہور مصنف علامہ جلال الدین امجدی بھی آپ کے خوشہ چینوں میں شامل رہے۔ 1956ء میں استادِ محترم نے دین کی تبلیغ اور عقائد و اعمال کی اصلاح کی خاطر آپ کو صوبہ بہار کے شہر جمشید پور جانے کا حکم صادر فرمایا۔ آپ نے جمشید پور پہنچ کر بے سروسامانی کے عالم میں علوم اسلامیہ کی ترویج و اشاعت کا کام شروع کیا۔ کھلے آسمان تلے ایک گزرگاہ کے کنارے مسند تدریس بچھائی اور مسلسل پانچ سال تک قال اللہ تبارک وتعالیٰ وقال قال رسول اللہ ﷺ کی صدائے دلنواز بلند کر کے اصحاب صفہ کی سنت کو زندہ کرتے رہے۔ آپ کی بے لوث، بے ریا اور پرخلوص خدمت نے جمشید پور کے مسلمانوں کو آپ کا گرویدہ کر دیا آپ کی محبت لوگوں کے دلوں میں گھر کرنے لگی۔ بچے بوڑھے جوان سبھی آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور آپ کی خدمات کے معترف تھے۔

پھر وہ دن بھی آئے کہ آپ نے جمشید پور میں زمین خریدی اور باقاعدہ ''جامعہ فیض العلوم'' قائم کیا جس میں علوم اسلامیہ کے علاوہ صنعت وحرفت کا بھی ایک شعبہ قائم کیا جہاں دور دراز سے طلبہ آتے اور علوم اسلامیہ کے ساتھ ساتھ مختلف ہنر بھی سیکھتے۔آپ کے ان اقدامات کے باعث جمشید پور آپ کی پہچان بن گیا ایک وقت تھا کہ آپ جمشید پور کے حوالے سے پہچانے جاتے تھے اور پھر رفتہ رفتہ وہ وقت بھی آیا کہ پوری دنیا کے علمی حلقوں میں جمشید پور آپ کی نسبت سے پہچانا جانے لگا۔آپ کے دینی کارناموں سے ایک طرف تو عام خوش عقیدہ مسلمان خوشی کا اظہار کرتے تھے اور دوسری طرف غیر ملکی امداد پر پلنے والے فرقہ پرست عناصر آپ کی روز افزوں ترقی اور مقبولیت سے خائف رہے اور کسی نہ کسی طرح آپ کو نیچا دکھانے کے درپے رہتے۔

1954ء میں مدرسہ مفتاح العلوم ضلع مئو کا شیخ الحدیث عبداللطیف نعمانی جو اپنے فرقے میں بہت بڑا مناظر مانا جاتا تھا۔آپ سے مناظرہ پر آمادہ ہوا۔تائیدایزدی علامہ ارشد القادری کے ساتھ تھی اور کیوں نہ ہوتی کہ آپ حق اور اہل حق کے نمائندے تھے، مناظرہ ہوا اور خوب ہوا نعمانی بے چارہ آپ کے دلائل قاہرہ اور حاضر جوابی کے سامنے ٹھہر نہ سکا۔اسے منہ کی کھانی پڑی اور آپ کو اس کامیابی پر ''فاتح جمشید پور'' کا خطاب ملا۔

پھر آپ نے صحافت کے میدان میں قدم رکھا جمشید پور سے ماہنامہ جام نور اور مغربی بنگال کے شہر کلکتہ سے ماہنامہ جام کوثر کا اجرا کیا دونوں پرچوں کو غیر معمولی شہرت ومقبولیت حاصل ہوئی جس میں آپ کے پاکیزہ جذبات واحساسات، سلجھی ہوئی فکر اور کوثر وتسلیم میں ڈھلی ہوئی زبان کو بڑا دخل تھا۔آپ کے اداریے اتنے شائستہ اور شستہ ہوتے کہ عقل سلیم کو سوائے تسلیم کے کوئی چارہ نہ رہتا۔

مختلف موضوعات پر آپ کے مضامین اتنے شاندار اور جاندار ہوتے کہ پڑھا لکھا طبقہ آپ کی خوبی تحریر کا اسیر ہو جاتا۔آپ کی مہذب اور بے مثال تحریریں اپنا رنگ جمانے لگیں اور مشرقی ہند سے نکل کر پورے ہندوستان، پھر برصغیر اور پھر پوری دنیا میں مقبول ہوئیں۔جس طرح تدریس کے شعبہ میں آپ نے نام کمایا اور مناظرے کے میدان میں کامیابی حاصل کی اسی طرح صحافت اور تصنیف میں بھی اپنا لوہا منوایا۔

آپ نے ''زلزلہ'' لکھی تو کتب دیوبند کے ایوانوں میں واقعی زلزلہ برپا ہو گیا۔یہ ایک عالمی ریکارڈ ہے کہ ''زلزلہ'' کے جواب میں چھوٹی بڑی ایک سو بیس کتابیں لکھی گئیں۔علامہ ارشد القادری کا قلم ایک بار پھر حرکت میں آیا۔انہوں نے 120 کتابوں کو سامنے رکھ کر ان کا جواب ''زیروزبر'' کے نام سے لکھا جو اسم با مسمّٰی ثابت ہوا دنیا نے دیکھا کہ وہ ایک سو بیس کتابیں زیروزبر ہو گئیں انکا نام ونشان مٹ گیا مارکیٹ میں کہیں دور تک دکھائی نہیں پڑتیں اور الحمدللہ ''زلزلہ'' پہلے سے بڑھ کر چھپ رہی ہے۔

پھر آپ نے ایک اور کتاب ''تبلیغی جماعت'' لکھی پھر جماعت اسلامی، مقام سلفی، زلف وزنجیر اور درجنوں کتابیں لکھیں۔یہ کتابیں دیار ہند سے نکل کر بلاد عرب میں پہنچیں وہاں سے ادیب شہیر حضرت مولانا محمد منشا تابش قصوری مدظلہ، پاکستان لائے اور حضرت پیرزادہ اقبال احمد فاروقی دامت برکاتہم العالیہ نے اپنے جمالیاتی ذوق کے پیش نظر بڑے خوبصورت انداز میں شائع کیں اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے پورے پاکستان میں ایسی مقبول ہوئیں کہ پچھلے عشروں میں درجنوں ایڈیشن نکل چکے ہیں اور ہر پبلشرز خوب سے خوب تر انداز میں چھاپ کر خوش ہوتا ہے۔

1972ء عیسوی میں جب ورلڈ اسلامک مشن قائم ہوا تو قائد

اہلسنّت علامہ شاہ احمد نورانی مدظلہ کو صدر اور آپ کو ناظم اعلیٰ چنا گیا۔آپ نے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے قائد اہلسنّت کے شانہ بشانہ کام کیا پوری دنیا کے دورے کیے مختلف ملکوں میں دینی ادارے قائم کیے اور مختلف زبانوں میں اہل سنت کا لٹریچر شائع کیا اور یورپ کے قلب لندن میں اپنا مرکز قائم کیا جو بعد میں آنے والے علماء کے لیے ایک سائبان ثابت ہوا۔آپ کی شہرت ہندوستان کی جغرافیائی حدود قیود سے نکل کر پورے عالم اسلام میں پھیل گئی اور پوری مسلم قوم آپ کو اپنا قیمتی سرمایہ تصور کرنے لگیں لیکن اس کے باوجود آپ کو ہندوستان کے غریب مسلمانوں کا ہمیشہ خیال رہا اور آخری سانس تک اُن کے حقوق کیلئے اخلاقی صحافتی اور سیاسی سطح پر کوشاں رہے اور مسلم اقلیت کے حقوق کے تحفظ کیلئے ہندوستان میں کئی ملکی اور بین الاقوامی کانفرنس منعقد کیں۔

اس کے علاوہ مسلمانوں کے حقوق کیلئے آپ ہر دور حکومت میں اہل اقتدار کو پوری توانائی اور جرأت کے ساتھ قائل کرتے رہے اور پارلیمانی سیاست میں باقاعدہ حصہ لیے بغیر حکومت ہند کے مرکزی اور مقامی وزیروں سے ملاقات کر کے اپنی علمی قابلیت شخصی وجاہت اچھی شہرت کے بل بوتے پر مسلمانوں کے بے شمار مسائل حل کراتے تعلیمی میدان میں آپ کا کام پورے ہندوستان میں پھیلا ہوا ہے۔دارالعلوم ضیاء الاسلام کلکتہ ادارۂ شریعہ پٹنہ، فیض العلوم گرلز اور اینڈ بوائز سکول ہائی جمشید پور۔مدرسہ دارالسلام جمشید پور، مدرسہ تنویر الاسلام اور اسلامی مرکز رانچی مدرسہ غوثیہ کوڈرما۔تربیت گاہ برائے آئمہ مساجد وکمپوٹر ٹریننگ سنٹر جامعہ غوثیہ رضویہ سہارنپور، دارالسلام رضویہ کلیر شریف، دارالعلوم اہلسنّت جے پور۔

علاوہ مغربی بنگال، راجستھان اور مہاراشٹر میں کئی مساجد تعمیر کروائیں۔آخری عمر میں تبلیغی جماعت کے بین الاقوامی مرکزی بستی نظام الدین'' میں ایک شاندار چار منزلہ عمارت میں قدیم وجدید علوم کا تعلیمی ادارہ قائم کیا اور آخری سانس تک اسے زیادہ سے زیادہ موثر بنانے میں لگے رہے۔

علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ کو بے شمار نیکیوں میں ایک عظیم نیکی دعوت اسلامی کا قیام ہے اس سلسلے میں امیر دعوت اسلامی مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ اپنے مضمون ''دعوت اسلامی کا بانی کون'' میں لکھتے ہیں۔

جب علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے اجازت سونپنی چاہی تو میں نے عرض کیا میں اس قابل نہیں، تو علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ نے ازراہ تعفن فرمایا'' مجھے زیادہ قابل آدمی کی ضرورت بھی نہیں'' آپ دعوت اسلامی کو پھلتا پھولتا دیکھ کر خوش ہوتے تھے اس کا اندازہ ماہنامہ امیر اہلسنّت جنوری 2006 میں شائع ہونے والے ایک مکتوب سے ہوتا ہے جو علامہ ارشد القادری نے جمشید پور میں دعوت اسلامی کے بانی مولانا عبدالمبین نعمانی کو دعوت اسلامی کا کام شروع کرنے پر مبادکباد کے انداز میں لکھا، آپ لکھتے ہیں۔

''حضرت مولانا المکرم عبدالمبین نعمانی صاحب زید مکارمکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی۔9 دسمبر کو میں جمشید پور حاظر ہوا یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ آپ حضرات نے یہاں دعوت اسلامی کی شاخ قائم کردی ہے یہاں کے سنی مسلمانوں یہ آپ کا حضرات کا یہ احسان ہے۔کل شام کو دعوت اسلامی جمشید پور کے مبلغین میرے پاس آئے۔انہیں دیکھ کر بے بایاں مسرت ہوئی ہمارے یہاں کی مسجد میں جماعت کے اندر کئی نمازیوں کا اضافہ ہوگیا۔آپ لوگوں نے مشاہدہ کرلیا ہوگا کہ مشاہیر علما بالخصوص علما مبارکپور کسی تحریک کی عملاً حمایت کردیں تو اس میں جان پڑ جاتی ہے مولائے قدیر ہمارے علمائے کرام برائے سنت واشاعت دین نقل و

حرکت کی توفیق عطا فرمائے۔

دوبارہ میں آپ حضرات کے اقدام کی تحسین کرتے ہوئے آپ حضرات کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔

فقط والسلام آپ کا مخلص دعا گو

ارشد القادری، جمشید پور

آپ "حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم" کے عنوان سے سیرت طیبہ پر ایک ضخیم کتاب شروع کر چکے تھے لیکن عمر نے وفا نہ کی اس کے علاوہ مولانا وحید الدین خاں کے خطرناک افکار و نظریات کے رد میں بھی ایک کتاب زیر قلم تھی۔ وہ بھی پوری نہ ہو سکی۔ حضرت علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ نے اپریل 2002ء میں بھارت کی راجدھانی دہلی میں وصال فرمایا اور میں آپ کا مزار پر انوار زبان حال سے گویا ہے۔

نشان منزل مقصود ہے تری تربت
نشان یہ چھوڑتا ہوں اہل کارواں کیلئے

مصنف عبدالرزاق صنعانی کا اُردو ترجمہ

مترجم: حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری

لیجئے محافل میلاد مصطفیٰ ﷺ کی زینت بننے والی "حدیث نور" اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سائے کی نفی کرنے والی روایت اپنی صحیح سند اور پوری آب وتاب کے ساتھ آپ کے سامنے آگئی، اب کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکیگا کہ اس حدیث کی سند دکھاؤ اور یہ مطالبہ بھی نہیں کر سکے گا کہ یہ لیجئے مصنف عبدالرزاق اور اس میں دکھایئے کہ "حدیث نور" کہاں ہے؟ اور نفی سایہ والی روایت کہاں ہے۔

میں بجا طور سمجھتا ہوں کہ خوشی کے اس موقع پر تمام اہل محبت کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کیلئے کم از کم دو رکعت نفل ادا کرنے چاہیں۔ مصنف عبدالرزاق کا نسخہ ۱۹۷۰ء میں بیروت سے چھپا، جس پر ہندوستان کے ایک دیوبندی عالم حبیب الرحمٰن اعظمی نے تحقیق کی تھی، ۱۹۷۵ کے لگ بھگ کوچہ غوثیہ، نواں بازار، لاہور کے ایک مکتبے کے مالک نے یہ کتاب منگوائی اور اس کے آنے سے پہلے اس نے کہا تھا کہ بریلوی "حدیث نور" کے سلسلے میں مصنف عبدارزاق کا حوالہ دیتے تھے، اب کھل جائے گا کہ یہ سچے ہیں یا جھوٹے؟ اس کے بعد ایک طبقے نے تحریر وتقریر کے ذریعے اس مطالبے کو خوب اچھالا کہ اس حدیث کی سند کیا ہے؟ اور اس کا حوالہ کہاں ہے؟

اس لیے راقم کو اس حوالے کی جستجو تھی، کیونکہ جلیل القدر ائمہ نے اس حدیث کو نقل اور قبول کیا تھا، ان کے بارے یہ سوچنا بھی جرم تھا کہ انہوں نے جھوٹ بولا ہوگا۔ پھر بیروت سے جو کتاب چھپ کر آئی تھی وہ مکمل نہیں بلکہ ناقص تھی، جس کا اعتراف خود تحقیق کرنے والے نے کیا تھا، چنانچہ راقم نے مختلف فضلاء سے بالمشافہ دریافت کیا اور بعض سے بذریعہ مکتوب گزارش کی کہ مصنف کے کسی قلمی نسخے کی نشاندہی کریں جس میں "حدیث نور" موجود ہو لیکن کہیں سے مقصد برآری نہ ہوسکی، ایک دفعہ راقم اسلام آباد گیا، ادارۂ تحقیقات اسلامی کی لائبریری میں حاضر ہوا، وہاں مصنف کے قلمی نسخے کی فوٹو کاپی موجود تھی لیکن اس میں یہ حدیث نہیں ملی۔

ڈاکٹر قمر النساء، حیدرآباد دکن، ڈاکٹر محمد عبدالستار، شکاگو، امریکہ، شیخ محمد یوسف الحوت، بیروت، جامعہ ازہر میں زیر تعلیم ڈاکٹر عبد الواحد، اور عزیزم ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی ازہری کو لکھا کہ آپ دار الکتب المصریہ، قاہرہ سے معلوم کریں، لیکن کہیں سے مثبت جواب نہ ملا۔ عالمی مبلغ اسلام پیر طریقت سی یوسف سید ہاشم رفاعی مدظلہ العالی کو ایک ملاقات میں عرض کیا کہ سنا ہے صنعاء یمن میں ایک شخص کے پاس امام عبدالرزاق کا قلمی نسخہ موجود ہے، آپ اس سے معلوم کریں، انہوں نے فرمایا وہ شخص مخلوط دکھاتا ہی نہیں ہے۔

خانیوال کے ایک حکیم صاحب نے بتایا کہ میں بغداد شریف سے اس حدیث کی فوٹو کاپی لایا ہو، لیکن بار بار کے تقاضوں کے باوجود فوٹو کاپی دیکھنے کو نہ ملی، یہاں تک کہ وہ صاحب دنیا ہی سے رخصت ہو گئے، ایک معروف دانشور اور فاضل نے فرمایا کہ مصنف کا قلمی نسخہ مدینہ یونیورسٹی کی لائبریری میں موجود ہے اور اس میں حدیث نور بھی موجود ہے، میں اس کی فوٹو کاپی لایا ہوں، لیکن کہیں رکھ کر بھول گیا ہوں، کچھ عرصے کے بعد معلوم ہوا کہ وہ عمرہ کرنے جارہے ہیں، راقم نے انہیں عرض کیا کہ حدیث نور کی فوٹو کاپی لانا نہ بھولیں، چند دنوں کے بعد

مجھے معلوم ہوا کہ وہ عمرہ کی سعادت حاصل کر کے واپس آ گئے ہیں، میں نے انہیں فون کیا، رابطہ قائم ہونے پر بغیر کسی تمہید کے پوچھا کہ حدیث شریف کی فوٹو کاپی لائے؟ انہوں نے فرمایا: جس دن میں مدینہ منورہ حاضرہ ہوا اس دن یونیورسٹی میں چھٹی تھی، اس سے اگلے روز میں نے آگے سفر پر روانہ ہونا تھا، اس لیے نہ لا سکا۔ بات آئی گئی ہو گئی۔

اللہ تعالیٰ کی عنایت سے ۱۹۹۴ء میں مجھے حرمین شریفین کی حاضری کی سعادت میسر ہوئی، راقم مدینہ یونیورسٹی لائبریری کے ڈائریکٹر سے جا کر ملا اور ان سے مصنف کے مخطوطہ کی زیارت کی خواہش کا اظہار کیا، انہوں نے پوچھا کہ آپ اسے کیوں دیکھنا چاہتے ہیں؟ میں نے بتایا کہ مصنف کا چھپا ہوا نسخہ نامکمل ہے، میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ یہ نسخہ مکمل ہے یا نہیں؟ انہوں نے اپنے عملے سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے پاس مصنف کا مخطوطہ موجود ہی نہیں ہے۔ پھر ڈائریکٹر صاحب نے مدینہ منورہ کے محدث شیخ حماد انصاری کو فون کر کے پوچھا کہ پاکستان کے کچھ لوگ مصنف کا مخطوط دیکھنا چاہتے ہیں، کیا ہماری لائبریری میں وہ مخطوط موجود ہے؟ تو انہوں نے کہا: نہیں۔

اس سے آپ راقم کے اشتیاق کا اندازہ کر سکتے ہیں، میری طرح نہ جانے کتنے اہل محبت بے چینی کے ساتھ گم گشتہ ''حدیث نور'' کی زیارت کے مشتاق تھے۔ اور یہ بھی اندازہ کر سکتے ہیں کہ اہل سنت و جماعت اس حدیث کے ملنے پر کتنے مسرور ہوئے ہیں۔ اتنے طویل عرصہ کی تلاش اور جستجو کے بعد اس حدیث شریف کے ملنے کی جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیوانوں کی خوشی ہو رہی ہے، وہ پینتیس سال پہلے چھپ جانے کی صورت میں نہ ہوتی، کسی چیز کی طلب جتنی شدید اور طویل ہو اس کے ملنے پر اتنی ہی زیادہ خوشی ہوتی ہے۔

چشم افلاک یہ نظارہ ابد تک دیکھے

رفعت شان رفعنا لک ذکرک دیکھے

جناب سید محمد عارف مہجور رضوی، گجرات نے مصنف کے دستیاب ہونے والے ابواب کا تاریخی ''مخزن حدیث جابر'' (۱۴۲۵ھ) تخریج کیا ہے اور درج ذیل قطعہ لکھ کر اپنی مسرت کا اظہار کیا ہے:

منکرین مصطفیٰ نادم ہوئے
مل گیا ماٰخذ حدیث نور کا
اہل ایماں کی خوشی ہے دیدنی
پوچھئے نہ ولولہ مہجور کا

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے پیر خانے، خانقاہ عالیہ مارہرہ کے سجادہ نشین حضرت مولانا سید محمد امین میاں دامت برکاتہم العالیہ اور مجاہد اسلام جناب حاجی محمد رفیق برکاتی مدظلہ کی کوششیں مصنف کے مخطوطہ کے حاصل کرنے کے سلسلے میں لائق صد تحسین ہیں اور ڈاکٹر عیسیٰ مانع دامت برکاتہم العالیہ، سابق ڈائریکٹر محکمہ اوقاف و امور اسلامی، دبئی نے دس گم شدہ ابواب پر فاضلانہ حواشی اور مقدمہ تحریر کیا اس پر وہ تمام ملت اسلامیہ کے شکریئے کے مستحق ہیں، یہ مخطوطہ جو افغانستان کے ایک تاجر کتب سے دستیاب ہوا ہے وہ ۹۳۳ھ میں شیخ اسحاق بن عبدالرحمٰن سلمانی نے بغداد شریف میں لکھا تھا، ڈاکٹر عیسیٰ مانع کے مقدمہ اور حواشی کے ساتھ پہلے بیروت سے شائع ہوا، پھر مؤسستہ الشرف، لاہور نے اسے شائع کرنے کی سعادت حاصل کی اور اب اس کا ترجمہ شائع کر کے اردو خوان حضرات کی علمی ضیافت طبع کیلئے پیش کر رہا ہے۔

فاضل علامہ مفتی محمد خان قادری زید مجدہ نے بیروت کا چھپا ہوا نسخہ ہمیں فراہم کیا ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی ازہری، اسٹنٹ پروفیسر دی یونیورسٹی، آف فیصل آباد اور عزیزم حافظ نثار احمد قادری نے دن رات کی محنت سے اسے شائع کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کار خیر میں حصہ لینے والے حضرات و احباب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

دعوتِ اسلامی کی مجلس فیضانِ قرآن کا تعارف

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ، جس نے دن اور رات میں میری طرف شوق ومحبت کی وجہ سے تین ۳ تین ۳ مرتبہ درودِ پاک پڑھا۔ اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ وہ اُس کے اُس دن اور رات کے گناہ بخش دے۔ (الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۳۶۸)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

الحمد للہ عزوجل تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی نے زندگی کے ہر شعبے میں نیکی کی دعوت کو عام کرنے کا عزم کیا ہوا ہے۔ تادم تحریر دنیا کے تقریباً 60 ممالک میں دعوت اسلامی کا پیغام پہنچ چکا ہے اور آگے کوچ جاری ہے مختلف شعبہ جات میں بھی مدنی کام ہو رہا ہے۔ جیل خانہ جات میں اپنی اور ساری دنیا کی اصلاح کے مقدس جذبے کے تحت مجلس فیضان قرآن کا قیام عمل میں لایا گیا۔

مقصد: اس کے قیام کا مقصد جیلوں میں قیدیوں کو فرائض وواجبات کی ادائیگی کا ذہن دینے کے ساتھ ان کی اخلاقی وذہنی تربیت، انہیں تقوٰی و پرہیز گاری اپنانے کا مدنی ذہن دینے کے ساتھ ان کے قلوب میں خوفِ خدا عزوجل وعشقِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم از سرِ نو فروزاں کرکے انیں معاشرے کا باعمل سنتوں کا عامل باکردار مسلمان بنایا جاسکے۔

پیش رفت: اس غیر سیاسی ادارہ کے تحت جہاں پر قیدیوں کو دینی اصلاحی واخلاقی ذہن بنانے کیلئے قرآن وسنت، نماز، روزہ، قاعدہ ناظرہ، حفظ قرآن، تجوید کورس، شریعت کورس، امامت کورس، ترجمہ وتفسیر کورس، مدرس کورس، عربی لینگونج کورس، کرائے جارہے ہیں، وہاں پر دنیاوی طور پر معاشی استحکام کیلئے کمپیوٹر کورس، ٹیکنیکل کورس ودیگر نیک اعمال کی ترغیب وتربیت کی کوشش کی جارہی ہے تاکہ گناہوں سے نفرت اور نیکیوں سے محبت پیدا ہوا ور قیدی جیل سے رہائی پانے کے بعد معاشرے کے ذمہ دار، باکردار وباوقار افراد بن کر سنتوں بھری پرامن زندگی گزار سکیں۔

افسوس! جیل میں ایسے لوگوں کی اکثریت ہوتی ہے جو قرآن وسنت کی تعلیم سے بے خبر ہوتے ہیں۔ اسی بے خبری کے عالم میں نفس وشیطان کے بہکاوے میں آکر قتل وغارت گری فائرنگ، دہشت گردی، ہڑتال، چوری، ڈاکہ زنی، زنا کاری، منشیات فروشی، جوا اور نہ جانے کیسے کیسے جرائم میں بدمست ہوکر ملک وقوم کیلئے خطرناک ناسور بن جاتے ہیں۔

خوف خدا وعشق رسول عزوجل صلی اللہ علیہ وسلم مجلسِ فیضان قرآن کی یہی کوشش ہے کہ ان قیدیوں میں اچھے اخلاقیات ونظریات، تقوٰی و پرہیز گاری کے ساتھ ساتھ خوفِ خدا عزوجل وعشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع از سرِ نو فروزاں کرکے ان کو معاشرے کا بہترین وباعمل فرد بنایا جائے نیز غیر مسلموں کو اسلام کی احسن انداز میں دعوت پیش کرکے مسلمان کیا جاسکے۔

کامیابی الحمد للہ عزوجل قلیل عرصہ میں کئی ڈاکو، چور، زانی، شرابی، دہشت گرد، لٹیرے اور قاتل وغیرہ تائب ہوکر مجلس فیضان قرآن کے فیض سے فیضاب ہوکر معاشرے کی اصلاح کا سبب بن رہے ہیں مسلمان تو مسلمان کئی غیر مسلم بھی مجلس فیضان قرآن کے فیض سے منور ہوئے اور اسلام قبول کرکے دین متین کی خدمت میں مصروف عمل

ہیں۔

جیل خانہ جات میں مجلسِ فیضانِ قرآن کی کاوشیں

الحمد للہ عزوجل عرصہ قلیل میں پاکستان کی کئی جیلوں میں مدنی کام کا آغاز ہو چکا ہے۔

جیل مدارس جیل کے اندر قیدیوں کی بیرکوں وعملہ کے کواٹرز میں فیضان قرآن کا فیض جاری ہے۔تا دمِ تحریر شعبان المعظم ۱۴۲۶ھ تک ۴۰ سے زیادہ مدارس قائم ہو چکے ہیں پنجاب کی صرف ایک جیل میں ۱۸ مدرسے فیضان قرآن کا فیض عام کررہے ہیں۔ایک سزائے موت کا قیدی قرآن کے فیض سے فیضایاب ہو کر دوسروں کو قرآن شریف پڑھا رہا ہے۔دیگر جیلوں میں بھی قیدی قرآن پاک پڑھ کر دوسروں کو پڑھا رہے ہیں۔باب الاسلام (سندھ) کی ایک جیل میں قیدیوں کو باقاعدہ درسِ نظامی کرایا جارہا ہے۔ان شاء اللہ عزوجل تمام جیلوں میں یہ سلسلہ بتدریج شروع ہو جائے گا۔

درس وبیان کئی جیلوں میں روزانہ قیدیوں کی بیرکوں وعملہ کے کواٹرز میں فیضانِ سنت سے درس کا سلسلہ ہے،بعض جیلوں میں عملہ کی اسمبلی میں فیضان سنت سے درس دیا جاتا ہے،نیز کئی جیلوں میں ماہانہ و ہفتہ وار اجتماعِ ذکر ونعت کا سلسلہ ہے۔

ربیع النور کی آمد مرحبا کئی جیلوں کے اندر ربیع النور شریف میں جشن ولادت کی دھومیں مچائی گئیں،پنجاب کی کچھ جیلوں میں نعلین پاک والے جھنڈوں کے ساتھ قیدیوں و عملے نے مرحبا کی دھومیں مچاتے ہوئے جلوس نکالے اور کئی من مٹھائی تقسیم کی گئی۔باب الاسلام (سندھ) کی ایک ویمن جیل میں جشنِ ولادت کا عظیم الشان اجتماعِ ذکر ونعت ہوا۔

المدینہ لائبریری قیدیوں وعملہ کو دینی واصلاحی معلومات کا بیش بہا خزانہ فراہم کرنے کیلئے المدینہ لائبریری کا قیام بتدریج جاری ہے۔

جرمانہ کی ادائیگی بے گناہ ومستحق قیدیوں کے جرمانے کی ادائیگی کیلئے پاکستان بھر کی جیلوں سے معلومات اکٹھی کی جارہی ہیں اور کچھ کے جرمانے ادا کرکے آزاد کرایا جاچکا۔

بخشی خانہ اجتماع قیدیوں کی عدالتوں میں پیشی کے مواقعوں پر اصلاحی اجتماعات کئی مقامات پر باقاعدگی سے ہورہے ہیں جس سے قیدیوں کی اصلاح ہورہی ہے۔

پروبیشن اجتماع آزمائشی رہائی پانے والے ملزمین کی پیشیوں کے مواقع پر پروبیشن اجتماعات کے ذریعے اصلاحی بیانات کا سلسلہ کئی مقامات پر باقاعدہ جاری ہے پروبیشن اجتماعات کی برکت سے کئی ملزمین مدنی قافلوں میں سنتوں بھرا سفر اختیار کررہے ہیں۔امامت کورس و مدرس کورس وغیرہا میں بھی تربیت پارہے ہیں

قبول اسلام الحمد للہ عزوجل فیضان قرآن کے فیض سے چند کفار قیدی دینِ متین میں داخل ہوئے۔اور باقاعدہ اسلام کی تعلیمات حاصل کررہے ہیں۔

شکریہ کے مکتوب معاشرے کے کئی بگڑے ہوئے قیدی جو اپنے خاندان کے لیے باعث بدنامی تھے فیضان قرآن کے فیض سے فیض یاب ہو کر رہائی کے بعد معاشرے کی اصلاح کا ذریعہ بن رہے ہیں۔ایسے نوجوانوں کے ورثاء کی جانب سے مجلسِ فیضان قرآن کے لیے دعائیں،نیک تمناؤں کا اظہار اور شکریہ کے خطوط کامیابی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

مدنی تحائف ترجمہ قرآن کنز الایمان، فیضان سنت، دینی، اخلاقی، کتب و رسائل، اصلاحی بیانات کی کیسٹیں، C.D`s،تسبیحات، عطریات، وغیرہ قیدیوں وعملہ جیل کو تحفہ میں دینے کا سلسلہ بتدریج جاری ہے۔

ہفتہ وار اجتماع شہر سطح پر ہونے والے سنتوں بھرے ہفتہ وار شب جمعہ کے اجتماعات میں جیل عملے کی شرکت کئی جیلوں سے بسوں،سوزوکیوں

،رکشا اور دیگر سواریوں کے ذریعے سے ہفتہ وار اجتماع میں بھرپور امداد میں کی جاتی ہے۔

تعمیرات باب الاسلام (سندھ) کی کئی جیلوں میں مسجد و مدرسہ و بیرک کی تعمیر کا کام ہو رہا ہے دیگر کئی جیلوں میں پیش رفت جاری ہے

آئندہ کے اقدامات ان شاء اللہ عزوجل

تعمیرات فیضان قرآن کے فیض کو عام کرنے کیلئے جیلوں میں مساجد، مدارس و بیرکوں کی تعمیر (ان میں دریاں بچھانا، الماریاں رکھنا، پنکھے ولائٹنگ)، وضو خانے، واش رومز، کنوؤں کی کھدائی، موٹر پمپس، حوض و ٹنکی، سیوریج لائنیں وغیرہ۔

المدینہ لائبریری قیدیوں کی اصلاح کیلئے پاکستان بھر کی تمام جیلوں میں دینی اصلاحی و اخلاقی کتب و رسائل قرآن پاک کا ترجمہ کنزالایمان علماء اہلسنت اور شیخ طریقت امیر اہلسنت حضرت ابو بلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ کی تصانیف رکھنے کیلئے المدینہ لائبریریوں کا قیام۔

مختلف کورسز جیلوں کو دینی اصلاحی تربیت گاہ بنانے کیلئے قاعدہ ناظرہ، حفظ قرآن ترجمہ و تفسیر قرآن، درس نظامی تجوید کورس، شریعت کورس، امامت کورس، مدرس کورس، عربی و انگلش لینگویج کورس، کمپیوٹر کورس، مختلف ٹیکنیکل کورسز وغیرہ۔

کتب و رسائل کی تقسیم دینی اصلاحی و اخلاقی کتب و رسائل کنزالایمان فیضان سنت و دیگر شیخ طریقت امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ کے رسائل کی تقسیم۔

فری میڈیکل کیمپ قیدیوں کے علاج، معالجہ و مہلک امراض سے بچاؤ کے حفاظتی ٹیکے، ادویات کی تقسیم، بڑی جیلوں میں باقاعدہ ڈسپنسریوں کا قیام۔

رمضان المبارک رمضان شریف میں قیدیوں کو افطاری کیلئے کھجوروں کی تقسیم "فیضانِ رمضان" کتاب کی تقسیم، فیضان قرآن کے مبلغین کی زیر نگرانی اعتکاف رمضان

کپڑوں کی تقسیم عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، عید الفطر، عید الاضحیٰ پر غریب و نادار قیدیوں میں کپڑوں کی تقسیم۔

ادائیگی جرمانہ بے گناہ مستحق قیدیوں کے جرمانہ کی ادائیگی۔

لیگل ایڈ پیشیاں بھگتنے والے بے گناہ قیدیوں کی قانونی مشاورت و امداد۔

مدنی قافلے رہائی پانے والے قیدیوں کو سنتوں کی تربیت کیلئے مدنی قافلوں میں سفر کرانا ان کے ورثاء کو مدنی قافلوں میں سفر کرانا مدنی کورسز میں داخل کرانا۔

ماہر مدرسین قیدیوں کی دینی و اصلاحی تعلیم و تربیت کیلئے تربیت یافتہ ماہر مدرسین کا انتخاب و تعیناتی، ان کے معقول وظیفے مقرر کرنا۔

بخشی خانہ و پروبیشن اجتماع ان اجتماعات کے لیے بھرپور کوششیں اجتماعات سے مدنی قافلوں کا ہاتھوں ہاتھ سفر یقینی بنانا، امامت و مدرس کورس وغیرہا کیلئے ان کی ترکیب بنانا۔

جیل عملہ کی دینی اصلاح تربیت کیلئے مسلسل کوششیں۔

سرکار ﷺ کی آمد مرحبا عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سلسلے میں جشنِ ولادت شایانِ شان طریقے سے منانے کیلئے جیل کے اندر مرحبا کی دھومیں مچاتا ہوا نعلین پاک کے جھنڈوں کے ساتھ جلوس و شیرینی کی تقسیم۔

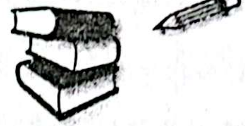
اجتماع ذکر و نعت تمام جیلوں میں ہر ہفتے اجتماع ذکر و نعت، سنتوں بھرے اصلاحی بیانات کا سلسلہ۔

بزرگوں کے عرس و ایام بڑے تہواروں (یعنی عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، معراج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم و غوث اعظم پیرانِ پیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارہویں شریف پر اجتماع ذکر و نعت، لنگر و نیاز کی تقسیم۔

وومین جیلوں میں دینی، اصلاحی و اخلاقی تربیت کیلئے عملی اقدامات جن میں قرآن پاک پڑھانے و سنتوں کی تربیت کیلئے معلمہ کی تقرری۔




رئیس التحریر کی بولتی تحریریں



حافظ محمد وسیم قادری

اُردو بازار لاہور سے گزرتے ہوئے ایک بینر پر نظر پڑی جس پر تحریر تھا ''بولتی ہوئی کتابیں'' اس جملے کو پڑھ کر ایک لمحے کیلئے میں سوچ میں گم ہو گیا کیا آج تک کتابیں بھی بولیں ہیں؟ تو میرے خیال نے کہا جب کتابیں بول سکتی ہیں تو پھر چلتی پھرتی بھی ہوں گی تو اچانک میرا خیال رئیس التحریر علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کی طرف گیا۔ کہ واقعی ہی اگر لکھنے والا رئیس التحریر ہو تو پھر کتابیں بول اور چل سکتی ہیں لیکن یہ بولنا اور چلنا سب کی سمجھ میں نہیں آسکتا۔ یہاں چشم بینا کی ضرورت ہے یہاں پر اس بات کا ذکر بے جانہ ہوگا۔

ایک مرتبہ میں صبح تقریباً آٹھ بجے استاد محترم شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ العالی کے گھر پہنچ گیا ہمیں وہاں سے پیر معروف حسین شاہ صاحب قادری نوشاہی مدظلہ العالی کے بیٹے کی تعزیت کیلئے جہلم جانا تھا۔ راستے میں استاد محترم فرمانے لگے ''علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کا انداز اس قدر نرالہ ہے کہ دیکھنے والے کو مجبور کرتی ہے کہ مجھے پڑھو اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ تحریر بولتی ہے۔ نئے نئے انداز سے اپنے پیغام کو عوام تک پہنچاتے ہیں''۔ پھر مجھے سمجھانے کیلئے فرمانے لگے۔

''ایک صاحب مجھے ایک بہت بڑی بیکری پر لے گئے جہاں پر ہر طرف مختلف انواع واقسام کی اشیاء سجی ہوئی تھیں مجھے کہنے لگے یہاں سے اپنی پسند کی کوئی چیز لیں۔ جب میں نے اشیاء کی طرف نظر کی تو ہر شئی دوسرے سے مختلف اور خوبصورت ہے گویا زبان حال سے کہہ رہی ہے کہ مجھے لو۔ پھر میں نے غور کیا کہ ان تمام اشیاء کی اصل چار چیزیں ہیں یعنی معدہ، گھی، چینی اور دالیں وغیرہ بنانے والے نے اس خوبصورتی اور نفاست سے ان چار بنیادی اجزاء کو استعمال کیا ہے کہ ہر شئی دوسرے سے مختلف اور خوبصورت ہے پھر فرمانے لگے بالکل علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ کی بھی خصوصیت تھی کہ وہ اپنی تحریر سے اسلام کے بنیادی مآخذ کو [illegible] انداز میں اس خوبصورت انداز میں ترتیب دیتے تھے کہ پڑھنے والا تعریف کیے بغیر نہیں رہ سکتا''۔

راقم الحروف کے خیال میں علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ کی نظر اہلسنّت کے اجتماعی مستقبل پر جمی ہوئی تھیں۔ اس لیے تحریر میں جان اور سوز و گداز ہے۔ علامہ صاحب کی تحریروں کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حافظ ملت علیہ الرحمہ نے اہلسنّت و جماعت کو اپنا ایسا ہیرا تراش کر دیا جس کے نوائے قلم نے مشرق و مغرب کے سوئے ہوئے سینوں کو نہ صرف جگایا بلکہ انھیں نشاۃ ثانیہ کا راستہ بھی دیکھایا۔

اگر بغور دیکھا جائے تو معلوم ہوگا آپ نے اپنی تحریر سے بیدار بھی کیا ہے اور مسلک اہلسنّت و جماعت کا بھرپور دفاع بھی کیا ہے۔ زلزلہ اور زیر و زبر تصانیف لکھ کر بدمذاہب کو گھر کا رستہ دیکھایا۔ تبلیغی جماعت اور جماعت اسلامی لکھ کر آئینہ حقیقت سے پردہ اُٹھایا۔ تلخیص انوار احمدی اور تعزیرات قلم لکھ کر بھکے ہوؤں کو اُن

کے اپنے اکابرین کا اندازِ تحریر یاد کروایا، لالہ زار اور زلف و زنجیر تصانیف فرما کر سنی نوجوانوں کو بیدار کرنے کا انوکھا انداز اپنایا ۔مصباح القرآن اور لسان الفردوس تصانیف فرما کر لسان عربی سیکھنے کا شوق دلایا۔دل کی مراد اور آیئے حج کریں لکھ کر عبادت کا ذوق بڑھایا۔

یعنی علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ کا تحریری کام ہمہ جہت اور جہاندار ہے اس قدر جاندار کہ چھوٹی بڑی پچیس کتابوں کا علیحدہ علیحدہ نام اور موضوع دعوت مطالعہ دیتا ۔ہے دوسری طرف حیرانگی ہوتی ہے کہ یہ کام کسی فارغ البال مدرس یا ناظم جامعہ کا نہیں بلکہ ہر وقت کسی نہ کسی سفر میں مصروف نباض اہلسنّت کا ہے ۔حقیقت میں علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ نے ملت اسلامیہ کیلئے فکری، قلمی علمی ،عملی، مالی اور بدنی جدو جہد کر کے پاسبانِ مسلک رضا کا حق ادا کر دیا ۔علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک مکتوب گرامی میں درد دِل کو کچھ اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

’’میں اپنی آہ پرسوز، فغان آتش نوا اور نالہ شبگیر سے پہاڑوں کے جگر میں سوراخ تو کرسکتا ہوں لیکن مریدین، متوسلین اور معتقدین پر میری صدائے کرب کا کیا اثر ہو گا۔اس لیے اہلسنّت کے مذہبی مستقبل کی کوئی فکر اگر آپ کو بے چین کرتی ہو تو میرے زخموں پر نمک چھڑکنے کے بجائے اپنے مراکز کے آسودہ حال مسند نشینوں کی رگوں پر نشتر چلایئے۔

وہ جاگ اُٹھے تو قبرستان کے مردے بھی جاگ اُٹھیں گے لوگ انہیں کی زبان سمجھتے ہیں، عقیدتمندوں کی دُنیا میں میری اجنبی زبان کون سمجھے گا۔میرے بس میں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں ہے کہ اہلسنّت کے مذہبی مستقبل کی تعمیر کیلئے میں اپنے خون جگر کا آخری قطرہ تک نچوڑ دوں۔آپ کے جذبۂ اخلاص کی درازیٔ عمر کیلئے دعا کرتے ہوئے اس شعر پر میں اپنا یہ مکتوب ختم کرتا ہوں‘‘۔

یہ ہوگا ایک مشت خاک بڑھ جاگے گی صحرا میں
وگرنہ ایک دیوانے کے مٹ جانے سے کیا ہوگا

(رئیس القلم نمبر جام نور دھلی)

تحریر و تصنیف کی دُنیا میں سانس لینے والے بخوبی جانتے ہیں کہ اچھا تحریر کرنا کس قدر مشکل فن ہے تحریر میں شائستگی پیدا کرنا کس قدر مشق طلب ہے۔پھر کتاب کا نام موضوع اور مفہوم کو مدنظر رکھ کر تجویز کرنا کس قدر مشکل ہے لیکن علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر اور کتاب کے نام کو صرف پڑھ لیجئے آپ کا دل خود گواہی دے گا یہ کس کی تحریر ہے دوسرے لفظوں میں تحریر خود بولے گی کہ کس کے قلم سے نکلی ہوں۔

آپ کی کسی بھی کتاب کا نام دیکھ لیا جائے لکھنے میں نہایت آسان اور پڑھنے میں نہایت موزوں آپ کو کتاب کا نام رکھنے کا بھی خوب ملکہ حاصل تھا۔ہمارے مہربان پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب فرماتے ہیں ’’کہ ایک مرتبہ میں نے علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا آپ کی کتابوں کے اکثر نام ’’ز‘‘ سے کیوں شروع ہوتے ہیں یہ عجیب و غریب سوال سن کر علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ مسکرانے لگے‘‘ اور کچھ جواب نہ دیا۔

’’زلزلہ‘‘ کے جواب میں ’’زلزلہ در زلزلہ‘‘ نامی کتاب جو لکھی گئی ہے اس نام کے انتخاب پر علامہ نے جو تنقید و تبصرہ فرمایا ہے وہ فکر انگیز ہونے کے ساتھ بڑا دلچسپ ہے پہلے آپ اسے ملاحظہ کریں۔

’’زلزلہ در زلزلہ‘‘ کے مصنف مبارکپور کے مولوی محمد نجم الدین احیائی نام کے کوئی فاضل دیوبند ہیں۔اسے بھی دور حاظر کا تماشاہی کہا جائے گا کہ جو لوگ صحیح طور پر کتاب کا نام تک نہیں رکھ سکتے وہ مصنف بن بیٹھے ہیں۔زلزلہ کا مفہوم تو سمجھ میں آتا ہے لیکن بتایا

جائے کہ "زلزلہ در زلزلہ" اُردو زبان کا کون سا محاورہ ہے۔ اور واقعاتی سطح پر "زلزلہ" میں "زلزلہ" کا آخر مفہوم کیا ہے؟ میرا اپنا خیال ہے کہ مصنف نے شاید یہ سوچا ہو کہ کتاب کا نام ایسا رکھا جائے جس میں زلزلہ کا لفظ ایک بار نہیں دوبار آجائے تا کہ نام ہی سن کر لوگ چونک جائیں کہ جب ایک زلزلہ نے ایشیا سے یورپ تک ہر طرف تہلکہ مچادیا تو دو زلزلے نے کیا غضب ڈھایا ہوگا"۔

اگر آپ علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کی مختصر تحریر جلوہ حق کو ملاحظہ فرمائیں۔ تو آپ حیران رہ جائیں گے کہ علامہ صاحب علیہ الرحمہ نے اپنی تحریر کے جوہر سے کوزے میں سمندر کو بند فرمادیا ہے۔

اس موضوع پر لکھنے کیلئے ایک مختصر مضمون نہیں بلکہ ایک کتاب درکار ہے اور اللہ عزوجل ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنے اس عظیم محسن کے کارناموں سے دُنیا کو روشناس کراسکیں۔ لیکن افسوس علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ کا جس قدر عظیم تحقیقی اور تنظیمی کام ہے وہ اُسی قدر اندھیرے میں پڑا ہوا ہے اور یوں لگتا ہے جب ہم اُن کی تحریریں دیکھتے ہیں نظریں چرالیتے ہیں یا ہمارے پورے جسم میں رعشہ پھیل چکا ہے جو ہمیں اپنے محسنین کیلئے کچھ لکھنے اور کرنے نہیں دیتا۔ جب کہ علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ کا کام اور کتابیں اُن کے نام کو زندہ رکھے ہوئے ہیں دُنیا بھر میں اُن کی کتابیں لاکھوں کی تعداد میں چھپ اور فروخت ہورہی ہیں لیکن کسی کے پاس اتنا وقت کہ وہ آپ کے بارے میں چند کلمات لکھ دے ہم سمجھتے ہیں ہم مصروف ہوگئے لیکن حقیقت میں اپنے ایک عظیم سنی عالم دین کی خدمات کو فراموش کر چکے ہیں۔

یہ ہے دامن یہ ہے گریبان آؤ کوئی کام کریں
موسم کا منہ تکتے رہنا کام نہیں دیوانوں کا

آخر میں ان الفاظ پر مضمون ختم کرتا ہوں

دیوبندی معمار نے جس عیاری سے دیوارامت میں خاک نجد سے خشت بغاوت نصب کرنے کی کوشش کی علامہ ارشد القادری نے آلہ قلم اور دست آہن سے اس خشت بغاوت کو بنیاد سے اکھیڑا اور دیوارامت میں خشت محبت کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے نصب کردیا۔

انگلیاں میری ہیں ان میں قلم تیرا ہے
ہاتھ میرا ہے اس پہ کرم تیرا ہے

محافل میلاد و نعت اور چند گزارشات

مختار جاوید منہاس

اے کارسازِ قبلۂ حاجات کا رہا

آغاز کردہ ام تو رسانی بہ انتہا

اللہ سبحانہ تعالیٰ کے اس واضح اعلان کہ "(اے محبوب ﷺ) ہم نے آپ کے لئے آپ کا ذکر بلند کر دیا ہے۔" (الم نشرح، ۴) اور اس عظیم الشان بشارت کہ "بے شک (اے حبیب ﷺ!) آپ کی (ہر) بعد والی (ساعت) آپ کے لئے آپ کی پہلی (ساعت) سے بہتر ہے" (والضحیٰ، ۴)

اس کے بعد کسی صاحب ایمان کے ذہن میں کوئی شبہ نہیں رہ جاتا کہ سرور دو عالم ﷺ کی عزت و توقیر اور مرتبہ و منصب میں ہر ہر آن اور لحظہ بہ لحظہ ترقی اور بلندی ہو رہی ہے اور اللہ جل شانہ اپنے محبوب کریم ﷺ کے ذکر پاک کو جملہ عالمین میں بالعموم اور اس عالم آب و گل میں بالخصوص قریہ بہ قریہ، کو بکو، ہر آنے والے لحہ میں بلند سے بلند تر کر رہا ہے اور آپ کے ذکر خیر سے اپنے دلوں کو منور کرنے والے ذاکرین کی تعداد ہر طلوع ہونے والے دن اور ہر چھا جانے والی رات کے ساتھ حیرت انگیز رفتار کے ساتھ بڑھتی ہی چلی جا رہی ہے کہ یہی منشائے پروردگار ہے۔

اللہ کے پیارے محبوب ﷺ کے میلاد پاک کی پاکیزہ محفلیں سجانا اور اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کے حضور درود و سلام کے نذرانے پیش کرنا صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، سلف صالحین، ائمہ دین اور اولیائے عظام کا پسندیدہ ترین عمل رہا ہے۔ گزشتہ پندرہ صدیوں سے حلقہ بگوشان اسلام، دنیا بھر میں، نسل در نسل، انتہائی ذوق و شوق کے ساتھ، اس روشن راہ پر چلتے ہوئے، اپنے رب کی رضا کی منزل پانے کی سعی مسعود کرتے چلے آ رہے ہیں۔

وطن عزیز میں بھی آقائے دو جہاں ﷺ کے غلام، سال بھر مقصودِ کائنات ﷺ کی مدح سرائی کی مجالس منعقد کرنے میں سرشار نظر آتے ہیں۔ بالخصوص ربیع الاول شریف شروع ہوتے ہی مساجد، پبلک ہالز اور گراؤنڈ ہی میں نہیں، گھر گھر محبوب کریم ﷺ کے میلاد پاک اور ثنا خوانی کی محفلیں سجنے لگتی ہیں۔ بلکہ اب تو وہ لوگ بھی جو کبھی ایسی محافل کے نام سے بدکتے اور سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ کھڑے ہوتے تھے، مسلمان عوام سے رشتہ قائم رکھنے کیلئے وہاں بھی اس قسم کی مجالس منعقد کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ یہ الگ بات کہ بظاہر محبت رسول ﷺ کے نام پر جمع کئے گئے لوگوں میں بدعقیدگی کی گمراہی پھیلانے کا مذموم کاروبار کیا جاتا ہے۔ گویا

بھٹیارہ نمازی ہے　　　اس میں بھی دغا بازی ہے

یہ بات اہل سنت کے لئے لحہ فکریہ کی حیثیت رکھتی ہے کہ ہم اپنی محفلوں میں تبلیغ دین کا فریضہ کس قدر ادا کرتے ہیں؟

<u>غیر شرعی اور ناپسندیدہ حرکات</u>:۔ محافل میلاد و نعت کے تقدس کا تقاضا ہے کہ ان پاکیزہ مجلسوں کے منتظمین اور شرکاء ادب و احترام کی حدود و قیود کا پورا اہتمام رکھیں اور دربار مصطفیٰ علیٰ تحیۃ والثناء کے آداب کے منافی بھول کر بھی کوئی ایسی حرکت نہ کریں جس

سے لینے کے دینے پڑ جائیں اور حصول اجر وثواب کے بجائے رب کے عذاب کو دعوت دینے کا سامان کر بیٹھیں۔

مخلوط اجتماعات:۔ سرکاری ذرائع ابلاغ ، بالخصوص ٹیلی ویژن روشن خیالی کے نام پر تاریکیاں پھیلانے اور اعتدال پسندی کی آڑ میں بے اعتدالی اور بے راہ روی کی ساری حدیں پھلانگنے کی ڈیوٹی بڑی جانفشانی کے ساتھ سرانجام دے رہا ہے۔ اس کی سکرین پر فلم، ٹیلی ویژن اور اسٹیج کے گویوں کے علاوہ کچے پکے راگ گانے والوں اور پاپ سنگرز کی فوج ظفر موج ، اپنے مخصوص رنگ میں سازوں کے ساتھ میدان نعت میں جولانیاں دکھاتے نظر آتی ہے ۔ یہاں دوگانہ اور کورس کے انداز میں مرد وزن کی مخلوط نغمہ سرائی کی بہت پذیرائی ملتی ہے۔ میڈیا کی دنیا سے باہر کے بعض نعت خواں حضرات بھی ایسی قباحتوں کو جائز ومباح جان کر اس رنگ میں رنگے دکھائی دیتے ہیں۔ دکھ اور حیرت تو اس بات پر ہوتی ہے، جب ہم بعض نجی محفلوں میں دیکھتے ہیں کہ ایک بے نام سی قنات ،عورتوں اور مرد سامعین کے درمیان حائل ہے جبکہ اسٹیج پر براجمان حضرات کو سبھی حاضر خواتین کا ''محرم'' گردان لیا گیا ہے اور وہاں موجود علماء ومشائخ کی پیشانیوں پر عرق انفعال کا ایک قطرہ تک نمودار نہیں ہوتا ۔ ان للہ وانا الیہ راجعون

ادب واحترام سے بے پروائی :۔ ہم اپنے بچپن سے عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر ترتیب دیئے جانے والے جلوسوں کے نظم وضبط، درود وسلام کے مودب نذرانے ، جلوس کے راستوں میں رک کر واعظین کے بہترین خطابات سے سجنے کے عینی شاہد ہیں ۔ آج جب ان پاکیزہ جلوسوں میں ڈھول تاشوں اور چھٹوں باجوں کی آلودگیاں دیکھتے ہیں تو کانپ کانپ اُٹھتے ہیں کہ یہ جسارتیں جناب رسول اللہ ﷺ کی کس قدر آزردہ دلی اور مالک دوجہاں کی سخت ناراضگی کا پیش خیمہ بن سکتی ہیں۔

محافل کا حال جلوس سے کسی طرح مختلف نہیں، چاہیے تو یہ کہ تمام حاضرین باوضو، سر ڈھانپے، دوزانو یا چار زانو مودب بیٹھ کر شریک محفل ہوں اور پوری توجہ اور دل جمعی کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ بیکس پناہ میں پیش کئے گئے گل ہائے عقیدت سے اپنی قلوب واذہان کو منور کریں اور خود بھی درود وسلام کی ڈالیاں اپنے آقا ومولیٰ ﷺ کے حضور پیش کرتے رہیں، لیکن بے توجہی، فضول گفتگو یا لمبی تان کر سو جانے تک کو روا رکھا جاتا ہے۔

در مصطفیٰ ﷺ کی گدائی یا زر سیم کی کمائی

ثنا خوانی رسول ﷺ کوئی معمولی کام نہیں، یہ سنت اللہ بھی ہے اور سنت صحابہ وسلف صالحین بھی ، مقصد محض اللہ اور اس کے محبوب کریم ﷺ کی رضا جوئی ہونا چاہیے۔ عام مشاہدہ یہی ہے کہ یہ کار خیر اب کاروبار بنتا چلا جا رہا ہے۔ ثنا خواں حضرات خود کو'' پیشہ ور'' کہتے ہوئے ذرا نہیں شرماتے۔ جہاز کا کرایہ اور فی محفل بھا ری معاوضہ کی پیشگی ادائیگی کے بغیر دعوت قبول نہیں کی جاتی ۔ اگر اس قسم کا کوئی انتظام نہ بھی کیا جائے تو '' کم آمدنی والی'' محفلوں کو آئندہ برسوں کے لئے نشان زدہ ٹھہرایا جاتا ہے کہ پھر وہاں قدم نہ رکھیں گے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے وعظ کہنے اور نعت پڑھنے کے عوض مالی منفعت پر یوں فتویٰ جاری فرمایا ہے۔

(۱) اگر وعظ کہنے اور حمد ونعت پڑھنے سے مقصود یہی ہے کہ لوگوں سے کچھ مال حاصل کریں تو بے شک یہ اس آیہ کریمہ (اولٰئک الذین اشتروا الحیوۃ الدنیا بالاخرۃ) کے تحت میں داخل ہیں اور وہ آمدنی اُن کے حق میں خبیث ہے خصوصاً جب

کہ یہ ایسے حاجت مند نہ ہو جن کو سوال کی اجازت ہے کہ اب تو بے ضرورت سوال دوسرا حرام ہوگا اور وہ آمدنی خبیث تر وحرام مثلِ غصب ہے۔

(۲) دوسرے یہ کہ وعظ و حمد و نعت سے اُن کا مقصود محض اللہ ہے اور مسلمان بطورِ خود اُن کی خدمت کریں تو یہ جائز ہے اور وہ مال حلال۔

(۳) تیسرے یہ کہ وعظ سے مقصود تو اللہ ہی ہو مگر ہے حاجت مند اور عادۃً معلوم ہے کہ لوگ خدمت کریں گے اُس خدمت کی طمع بھی ساتھ لگی ہوئی ہے تو اگر چہ یہ صورت دوم کے مثل محمود نہیں مگر صورت اولیٰ کی طرح مذموم بھی نہیں جیسے درمختار میں فرمایا۔

الوعظ لجمع المال من ضلالة اليهود والنصارى.

"مال جمع کرنے کے لئے وعظ کہنا یہود ونصاریٰ کی گمراہیوں سے ہے"۔ یہ تیسری صورت بین بین ہے۔

(العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ جلد نمبر ۱۰، مطبوعہ ادارہ تصنیفات امام احمد رضا کراچی۔ باراول ۱۹۸۸ء، ص ۱۴۵)

نوٹوں کی بارش:۔ محافل میلاد و نعت میں ایک بڑی بدعت یہ در آئی ہے کہ ثنا خواں حضرات بلکہ بعض اوقات، واعظین حضرات پر بھی نوٹ یوں نچھاور کئے جاتے ہیں جیسے اوباش تماش بین طوائفوں کے مجروں میں کیا کرتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ سمیت بزرگوں نے تو نوٹ اچھالنے کو اس لئے بُرا جانا ہے کہ لکھے ناموں کی بے حرمتی ہوتی ہے، لیکن اس قبیح مماثلت بدولت بھی اسے ترک کرکے سلجھے ہوئے طریقہ سے باادب نذرانہ پیش کیا جانا چاہیے۔ جو لوگ ایک سے دوسرے سے تیسرے صاحب تک نوٹ بدست جاتے اور ایک حلقہ سا بنا کر ثنا خواں تک پہنچتے ہیں، وہ مودّب اور متوجہ سامعین کے ذوق میں رخنہ اندازی کے مرتکب ہوتے ہیں اس لئے اجتناب ضروری ہے۔

تاج پوشیاں:۔ معروف ثنا خواں حضرات اور بعض اوقات نقباءِ محفل کی پذیرائی کے لئے انہی کی انجمن ہائے ستائش باہمی کے لوگ تاج پوشی کی رسوم ادا کرتے ہیں۔ امام الانبیا ﷺ سے لے کر امام احمد رضا رحمتہ اللہ علیہ تک، ہمیں تو کوئی ایک مثال ایسی نظر نہیں آتی کہ کسی کی تاج پوشی کی گئی ہو۔ اسلامی تاریخ میں بھی صرف مطلق العنان حکمرانوں نے ہی بیت المال کو خود پر حلال قرار دے کر اس طرح کی غیر شرعی رسوم کا ارتکاب کیا۔ ورنہ خلافت راشدہ تو خالصتاً درویشی سے عبارت ہے۔ علم وفضل کے حامل علمائے دین یا سلاسل طریقت کے خلفاء کو دستار فضیلت سے تو نوازا جاتا رہا ہے لیکن تاج پوشی کی روایت ایجاد بندہ سے زیادہ کچھ نہیں۔

عمرے اور جہیز کا سامان:۔ محافل میں اجتماعات کو عظیم تر بنانے کے لئے حاضرین میں عمرے کی ٹکٹوں کی تقسیم یا شادی کے لئے بچیوں کو جہیز کے نام پر انعامی رقوم دینے کے لئے قرعہ اندازیاں کی جاتی ہیں۔ لوگ شناختی کارڈوں کی فوٹو کاپیاں جمع کراتے اور صبح کی اذانوں تک قرعہ اندازی کے انتظار میں شریک محفل رہتے ہیں صاحبانِ ثروت کو مستحقین کی خدمت یوں کرنے کا حکم ہے کہ دوسرے ہاتھ کو خبر نہ ہو۔ یہ باقاعدہ اشتہاری مہم چلا کر نیکی کرنا، کس طرح کے اجر وثواب کا پیش خیمہ بن سکتا ہے؟ یہ سوال خود اپنے اندر شافی جواب رکھتا ہے۔

نقیب حضرات کی جولانیاں:۔ ان محفل میں نقیب حضرات بالعموم ایک طرح کے رٹے رٹائے ہوتے ہیں جنہوں نے چند جملے اور مخصوص اشعار از بر کئے ہوتے ہیں۔ شیعہ ذاکروں کی

طرح یہ عوامی جذبات سے کھیلتے اور مال بٹورتے ہیں۔ بعض بڑے لوگوں کی بے جا خوشامد بھی ان کی آمدنیوں میں چار چاند لگانے کا سبب بنتی ہے۔ یہ ثنا خوانوں کے عملی رقیب ہوتے ہیں جو انہیں تو وقت کی کمی سے ڈراتے رہتے ہیں۔ لیکن خودداد طلبی اور زر طلبی کی غرض سے سب سے زیادہ وقت ہڑپ کر جاتے ہیں۔

<u>مُدّعا کیا ہے:</u>۔ یہ پاکیزہ محافل جہاں سرورِ دوعالم ﷺ کی ثنا خوانی کے مقدس ترین مقصد کے تحت منعقد ہوتی ہیں، جہازی سائز کے رنگا رنگ پوسٹرز، اخباری اشتہارات، قیمتی دعوتی کارڈ معروف ترین ثنا خواں حضرات کی معقول خدمت اور عمرے وغیرہ کی ٹکٹوں کے لئے زرِ کثیر خرچ کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں کو جمع کرنے کا ایک مثبت ترین پہلو یہ بھی ہونا چاہیے کہ ان اجتماعات کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا پیغام عام کرنے کا ذریعہ بنایا جائے، قرآن وسنت پر مبنی مواعظ حسنہ لوگوں تک پہنچائے جائیں۔ اولیاء وصلحائے امت بالخصوص اعلیٰ حضرت امام شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کی روشنی میں عوام الناس میں محبت رسول ﷺ کی شمع کو فروزاں تر کیا جائے تاکہ ہم اپنی زندگیوں کو ان پاکیزہ ہستیوں کے نقوش پا کی راہنمائی میں سنوار سکیں جو ہماری نجات کا باعث ثابت ہوں۔

_____ تحریک ظہور الدین خان امرتسری

آؤ بڑھو جوانو نئے حوصلوں کے ساتھ
منزل خود انتظار میں ہے ولولوں کے ساتھ
روحِ سلف کو پہنچے گا نزہت بھرا سلام
"دارالعلم" سے ہوگا وہ تاریخ ساز کام

☆☆☆

غور سے سُن تو سہی

عصر حاضر میں ہمارا مسلم معاشرہ جس سرعت کے ساتھ تغیر و تنزل اور بے راہ روی کا شکار ہوتا جا رہا ہے اور ذلت ورسوائی کی ملامت خیز تاریکیوں میں ڈوبتا جا رہا ہے وہ بالکل ناقابل بیان ہے ۔یوں تو آسمان کے کھلے سائے میں مذاہب وادیان اور قسم قسم کے افکار ونظریات والے اپنی زندگی کے لیل ونہار گزار رہے ہیں لیکن ہمیں ان سے کوئی سروکار نہیں اور نہ ہی ان پر ہمیں کوئی تبصرہ کرنا ہے ۔حیرت ان لوگوں پر ہے جو مسلک حق جماعت اہلسنت سے وابستہ ہیں لیکن ان کی بدتہذیبی اور غیر مہذب تمدنی دیکھ کر ایک مذہب بیدار اور غیرت مند انسان کا سر شرم وحیاء سے جھک جاتا ہے ۔ایک مبارک دور وہ بھی تھا جب ملک عرب میں آفاقی اسلامی تمدن اور پاکیزہ قابل رشک تہذیب کی شمع فروزاں ہوئی تھی جس کے پرنور اجالوں میں دنیا بھر کا انسان اپنی زندگی کے بے ترتیب حالات اور غیر شائستہ تہذیب پر نظر ثانی کر کے پورے ذوق مکمل عزم کے ساتھ اصلاح معاشرہ میں مصروف تھا۔اور ہر گوشے سے اپنی زندگی کے حالات ومعاملات کی درستگی کا سامان کر کے اسلام کے بے مثال نظام اور اس کے انفرادی آئین واصول کی پاسداری میں جان ودل سے سرگرداں اور مصروف کار تھا۔یہ بات بھی حق ہے کہ قرون اولیٰ اور اس سے متصل ادوار میں پیروکاران اسلام نے جس حسین اور شائستہ انداز میں زندگی گزاری ہے وہ ہمارے لیے سراسر روشن ہدایت اور مستقل تقلید کا سامان ہے ۔لیکن آج کل مسلمانوں کے ظاہر وباطن کا جو حال ہے وہ بالکل حیا سوز اور قابل ملامت ہے ۔موجودہ دور میں مسلمانوں کی قوانین اسلام کی جانب سے بے توجہی اور ان کی معاشرتی بدحالی بالکل ناگفتہ بہ ہے ۔ان کی نظر میں اسلاف ومتقدمین کے پاکیزہ اور مثالی زندگی کے حالات افسانہ بن کر رہ گئے ہیں۔آج کا مسلمان ہر وہ کام سرانجام دیتے ہوئے بالکل غیرت محسوس نہیں کرتا جس سے پورا اسلامی معاشرہ تباہیوں اور بربادیوں سے ہمکنار ہو رہا ہے۔اور ان کی بے حسی ورطہ حیرت میں ڈال دینے والی ہے ۔مبلغین اسلام کی تقاریر اور ان کی اصلاحی تحریریں بے اثر ثابت ہو رہی ہیں۔

ایسا لگتا ہے کہ اہلیان اسلام شرعی احکام وقوانین سے مرفوع القلم ہو چکے ہیں۔ماضی میں باطل قومیں بھی مسلمانوں کے اعلیٰ کردار اور ان کی مثالی تہذیب وثقافت اور معاشرتی بالیدگی کی مداح تھیں لیکن اب وہ کہنے لگی ہیں کہ مذہب اسلام معزز بے مثال دین ہے مگر اس کے پیروکاران کے اندر سے مذہبی خصائص کی روح نکل چکی ہے اور ان کا وجود تمام مذموم برائیوں کا خوگر ہو گیا ہے۔

کیونکہ ان کے اندر مذہب بیزاری، بدتہذیبی اور بداخلاقی کوٹ کوٹ کر بھر گئی ہے۔فحاشی،عریانیت شراب نوشی، زنا کاری، سود خوری، جوابازی حقوق انسانی کی پامالی، غرور وتمکنت، تفوق وبرتری احسان فراموشی ضابطہ اسلام کی ناقدری، چغل خوری وبدگوئی ایک دوسرے سے حسد وکینہ اور سوئے ظنی وبدگمانی، شر وفساد، لڑائی جھگڑا،

افتراق وانتشار، نشۂ دولت میں مست وبیخود ہوکر احکام شرعی سے بے توجہی چھوٹے بڑے کے درمیان عدم امتیازی وغیرہ اور اسی قبیل سے متعلق دیگر برائیاں اور مذموم خرابیاں انسانی قلوب پر حکمراں کی حیثیت سے مسلط ہیں جوان کے سفینہ حیات کو بڑی تیزی کے ساتھ طوفان بلاخیز سے قریب تر کرتی جا رہی ہیں اور انہیں قعر مذلت میں ڈھکیل رہی ہیں انہیں مذموم اور بلاخیز خرابیوں کے سبب مسلمان ذلت ورسوائی کا مکروہ چہرہ دیکھ رہا ہے اور دوسری غیر قومیں تمسخرو استہزا کر رہی ہیں اور منہ چڑھاتی ہیں مگر مسلمان اس قدر محو خواب ہیں کہ ہلکی سی جنبش بھی نہیں ہوتی۔

وہ برابر غفلت کا شکار ہیں، مسلمان ہوتے ہوئے بھی شرعی حدود توڑ رہے ہیں۔ نماز روزوں کی ناقدری کرتے ہیں۔ شعائر اسلام کی پامالی کرتے ہیں۔ شراب نوشی اور سودخوری میں ملوث ہیں شرافت وانسانیت کو سرعام رسوا کر رہے ہیں، اپنے مسلمان بھائیوں میں شروفساد افتراق وانتشار کی آگ لگا رہے ہیں۔ اتفاق واتحاد کی مضبوط دیوار کو منہدم کرتے جا رہے ہیں۔ بدسلوکی وبداخلاقی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ علمائے ملت کی توہین وتذلیل اور ان کی برائیوں سے اپنی عاقبت برباد کر رہے ہیں۔ دوسرے کے حقوق پر غاصبانہ وظالمانہ حملہ کرتے ہیں۔ دجل وفریب سے اپنا شفاف دامن داغدار بنا رہے ہیں۔ قرآن وسنت کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ذرا سا بھی خوفزدہ نہیں ہوتے مگر دعویٰ ہے کہ ہم مسلمان ہیں۔ حالانکہ اسلام کے تمام احکام وفرامین پر پوری مستعدی اور سختی سے عمل پیرا اور کاربند ہو جانا ہی ایک مومن کا شیوہ کار ہے اس کے برخلاف زندگی گزارنا بہائم کی طرح زندگی گزارنا ہے۔ نصیحت کے لئے اسلاف وبزرگان دین کے روشن واقعات اور ان کی زندگی کے حالات کا مطالعہ کر کے اپنی سیرت وشخصیت کو اسی سانچے میں ڈھالنے کی حتی الوسع کوشش اور سعی مسلسل کرنی چاہئے تاکہ ہماری زندگی بھی لائق مدح وتعریف اور دوسروں کے لیے عبرت ونصیحت کا سامان بن جائے اور دنیا میں کامیابی اور آخرت میں رب کے حضور سرخروئی سربلندی نصیب ہو سکے۔ خدائے قادر وقیوم ہم تمام اہلیان اسلام کو اپنے اسلامی نصب العین کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔ آمین

دارالقلم، ذاکر نگر، نئی دہلی

الله تبارک وتعالیٰ کا شکر واحسان ہے کہ طویل جدوجہد اور شدید انتظار کے بعد اب دارالقلم دہلی کا بھی کارواں اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہو چکا ہے اور قادری مسجد و تعلیمی شعبہ الجامعۃ القادریہ کے ساتھ تحقیق وتصنیف کا بھی عملی طور پر آغاز ہو چکا ہے۔ برکاتی لائبریری کے نام سے ایک بڑے ہال میں دارالقلم کی لائبریری قائم ہو چکی ہے جس میں متعدد علوم وفنون کی عربی واردو وانگریزی کتب ورسائل کی فراہمی کا سلسلہ جاری ہے اور ایک کمرہ کے اندر تین کمپیوٹر بھی اپنا کام کر رہے ہیں جن کے ساتھ فیکس وزیروکس مشینیں بھی لگی ہوئی ہیں۔ الجامعۃ القادریہ کا قدیم اسٹاف پہلے ہی سے تدریسی وانتظامی امور انجام دے رہا ہے اور اب دارالقلم کے لئے تحریری اسٹاف کی بھی تقرری ہو رہی ہے۔

ایک خوش خبری یہ بھی ہے کہ جلد ہی دارالقلم کا ترجمان بھی ماہنامہ کی شکل میں منظر عام پر آنے والا ہے جس کے لئے قانونی کارروائی تیزی کے ساتھ جاری ہے۔ ماہ فروری ۲۰۰۶ء میں (۱) قرآن اور جہاد (۲) تعارف اہل سنت کی اشاعت ہو چکی ہے اور مارچ کے آخر میں (۳) تین برگزیدہ شخصیتیں کی طباعت ہوگی۔ یہ سلسلہ اب ان شاء اللہ مستقل جاری رہے گا۔

واضح رہے کہ دارالقلم کی عظیم الشان دو منزلہ عمارت میں یہ سرگرمیاں جاری ہیں اور مزید سرگرمیاں آپ کی توجہ اور تعاون کی منتظر ہیں۔ بانی دارالقلم حضرت مولانا یٰسین اختر مصباحی سے خط وکتابت اور دارالقلم کے تعاون کے لئے مندرجہ ذیل پتے پر رابطہ قائم کریں۔

رابطہ کا پتہ

دفتر دارالقلم، 66/92 قادری مسجد روڈ، ذاکر نگر (جوگابائی ایکسٹینشن)
اوکھلا، نئی دہلی 110025
فون: 011-26986872 فیکس: 011-26987184
موبائل: 09350902937

☆☆☆

علم و عمل کی ایک نادر مثال

ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی

حضرت علامہ ارشد القادری رحمہ اللہ تعالیٰ ان نادر روزگار شخصیتوں میں سے تھے جنہیں اللہ تبارک تعالیٰ نے علم و عمل اور خدمت دین کے جذبے سے نوازا تھا، ان کی زندگی علم حاصل کرنے اور پھر علم کے چراغ روشن کرنے میں صرف ہوئی، آپ نے اتنے شوق اور شغف سے علم حاصل کیا کہ مشیئت ایزدی نے لفظ علامہ کو آپ کے نام نامی کا جزو لاینفک بنا دیا، میدان تحریر میں اترے تو اہل دل نے آپ کو رئیس القلم کے لقب سے یاد کیا، آپ نے جمشید پور میں ایک دینی ادارے کی بنیاد رکھ کر علم کی وہ شمع روشن کی جس نے ہندوستان بھر میں علم کے ہزاروں چراغ روشن کئے اور یہ صدقۂ جاریہ صبح قیامت تک آپ کے نامۂ اعمال میں نیکیوں کے اضافے کا سبب ہوگا۔

حضرت علامہ صاحب علیہ الرحمہ نے دینی تعلیم کے فروغ کے لیے تقریباً پچیس کے قریب چھوٹے بڑے دینی اداروں کی بنیاد رکھی، ان درسگاہوں کا سلسلہ فیض العلوم جمشید پور سے شروع ہوتا ہے اور جامعہ حضرت نظام الدین اولیاء دہلی تک پہنچتا ہے، حضرت اس جامعہ کو جدید و قدیم کا حسین امتزاج بنانے کے خواہشمند تھے، یہاں درس نظامی کے فاضل حضرات کو عربی اور انگلش بول چال اور تحریر کی تربیت دینے کا سلسلہ حضرت علامہ صاحب علیہ الرحمہ نے اپنی حیات مبارکہ میں ہی شروع کروا دیا تھا، اللہ تعالیٰ حضرت کے لگائے ہوئے پودوں کو تناور درخت بنائے، اور رہتی دنیا تک حضرت کا فیض جاری رکھے۔

جہاں علم اور عمل کا امتزاج ہو وہاں روحانیت کا وجود لازمی امر ہے، حضرت علامہ اللہ تعالیٰ نے بھرپور روحانی سکون اور اطمینان سے نواز رکھا تھا، توجہ الی اللہ حضرت کی زندگی کا ایک انتہائی تابناک پہلو ہے، یہ جستجو آپ کو اولیائے کرام کے مزارات پر کشاں کشاں کھینچ کر لے جایا کرتی تھی جہاں اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمتوں اور تجلیات کا نزول ہوتا ہے، واقف حال لوگ بتاتے ہیں کہ کسی بھی ولی اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر حضرت کی طبیعت میں سوز و گداز کی کیفیت بڑی شدت سے پیدا ہو جاتی، گھنٹوں گریہ طاری رہتا، اس رقت کے عالم میں جسے دعا دے دی اکثر پوری ہوئی، حضرت کی طبیعت میں دنیا سے کنارہ کشی اور اللہ کریم کی یاد میں محویت کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا، بعض واقف حال حضرات کے بقول حضرت علامہ علیہ الرحمہ کبھی کبھار کسی ولی اللہ کے مزار پر دنیا و مافیہا سے منقطع ہو کر معتکف رہا کرتے تھے، بلکہ مجھے خود بھی یاد ہے کہ ایک مرتبہ حضرت لاہور تشریف لائے تو والد گرامی حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ سے فرمانے لگے:

کچھ دن حضرت سیدی علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کے پاس معتکف ہونا چاہتا ہوں، کیا محکمۂ اوقاف والے اجازت دے دیں گے؟ حضرت والد صاحب نے اپنے ایک جاننے والے دوست کی معرفت اجازت حاصل کر لی اور حضرت علامہ چند

دن دنیا و مافیہا سے کٹ کر رب کریم کی عبادت اور یاد میں مشغول رہے۔لیکن حضرت علامہ سے نے اپنی تمام تر سوز و گداز کے باوجود صحو کو سکر پر ترجیح دی، انہوں نے تسبیح و مصلٰی کے بجائے عملی جدو جہد کو ترجیح دی ایک ماہر تعلیم کا فریضہ سرانجام دیا، کسی خانقاہ کے کونے میں بیٹھنے پر عملی زندگی کے پرخار راستے پر قدم رکھا۔

حضرت علامہ صاحب علیہ الرحمہ نے دینی تعلیم کے فروغ کے لیے جو کوششیں کی ہیں یقیناً رہتی دنیا تک یاد رکھی جائیں گی، لیکن حضرت نے اصلاح عقیدہ کے سلسلے میں جو کوششیں کیں وہ بھی ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی، آپ کی تنقید ہمیشہ اصلاحی رہی، کبھی مخالفین کو برا بھلا کہہ کر ان کی دل شکنی نہیں کی، بلکہ اپنے موقوف کو ٹھوس دلیل اور انتہائی شائستگی سے ثابت کیا ہے۔حضرت علامہ صاحب علیہ الرحمہ نے اپنی تالیف زلزلہ ؔمیں علمائے دیوبند کی عبارتوں سے پوری دیانتداری کے ساتھ یہ ثابت کیا ہے کہ علمائے دیوبند کے انبیاء اور اولیاء سے متعلق بعض موقف تضاد کے شکار ہیں، جو انبیاء اور اولیاء کے لیے درست تصور نہیں کی جاتی اسے اپنے علماء کے لیے درست سمجھا جا رہا ہے۔

حضرت علامہ صاحب علیہ الرحمہ کی اس تصنیف پر تبصرہ کرتے ہوئے جناب عامر عثمانی صاحب نے یوں کہا ہے: ہمارے نزدیک جان چھڑانے کی ایک راہ ہے اور وہ یہ کہ یا تو تقویۃ الایمان اور فتاوی رشیدیہ، فتاوی امدادیہ اور بہشتی زیور اور حفظ الایمان جیسی کتابوں کو چوراہے پر رکھ کر آگ دے دی جائے اور صاف اعلان کر دیا جائے کہ ان کے مندرجات قرآن اور سنت کے خلاف ہیں اور ہم دیوبندیوں کے صحیح عقائد ارواح ثلاثہ اور سوانح قاسمی اور اشرف السوانح جیسی کتابوں سے معلوم کرنا چاہیے یا پھر ان مؤخر الذکر کتابوں کے بارے میں اعلان فرمایا جائے کہ یہ تو محض قصہ کہانیوں کی کتابیں ہیں جو رطب و یابس سے بھری ہوئی ہیں اور ہمارے صحیح عقائد ہیں جو اول الذکر کتابوں میں مندرج ہیں"۔

ہمارے خیال میں یہ علمائے دیوبند کے ایک فرد کی طرف سے حضرت علامہ صاحب علیہ الرحمہ کی اصلاحی کوشش اور بامقصد تنقید کا ایک جرأت مندانہ اعتراف ہے کیوں نہ ہو کہ حضرت علامہ صاحب علیہ الرحمہ نے کہیں دیانت داری اور للّٰہیت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔کہیں بھی مخالفین پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش نہیں کی، حق اگرچہ تلخ ہوتا ہے لیکن حق گوئی میں صدق و اخلاص کی چاشنی شامل کر دی جائے اور تنقید برائے تنقید کے بجائے تنقید برائے اصلاح کا راستہ اپنایا جائے تو فرقہ واریت کی آگ کو اگر ختم نہیں تو بہت حد تک کم کیا جا سکتا ہے، اور ہمارے خیال میں ہمیں حضرت علامہ کا یہ اسلوب اپنانے کی اشد ضرورت ہے تاکہ مخالفین برانگیختہ ہونے کی بجائے حق کو قبول کریں۔

حضرت علامہ کی شخصیت کا ایک اور تابناک اور قابل تقلید پہلو ان کی انکساری ہے، راقم الحروف کے والد حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ کو حضرت علامہ نے ایک کتاب کی طباعت پر حوصلہ افزائی کرتے ہوئے بہت پرجوش مبارک باد بھیجی اور خط کے آخر میں حضرت علامہ نے لکھا "آپ کا نیاز مند ارشد القادری" حضرت علامہ صاحب علیہ الرحمہ کی اس انکساری نے ہمیں ورطۂ حیرت میں مبتلا کر دیا، حالانکہ حضرت والدہ گرامی علامہ مرحوم کو علم و فضل میں اپنے آپ سے کہیں بڑا تصور کرتے ہیں۔لیکن حضرت علامہ نے بھی حیران کن تواضع اور انکساری کا اظہار کر کے یہ ثابت کر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حقیقی عظمت سے نوازا ہے اللہ تعالیٰ حضرت علامہ صاحب علیہ الرحمہ کے درجات بلند فرمائے اور ان کے جلائے ہوئے چراغوں سے پرچم اسلام کو روشن و تابندہ کرے۔آمین

علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ لاہور میں

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

علامہ ارشد القادری پاک و ہند کے علمی حلقوں میں ایک مسلمہ عالم دین صاحب طرز ادیب اور ساری زندگی اہلسنت کی تنظیمی سرگرمیوں میں سرگرم عمل رہے۔ آپ نے ساری زندگی دینی خدمات میں گذاری۔ اپنے شگفتہ قلم سے اہلسنت کے اعتقادی خیابان کی آبیاری کی۔ ملک میں بڑھتے ہوئے بداعتقادی کے اثرات کو ذائل کرنے کے لیے کام کیا۔ پھر مخالفین کے اعتقادی اعتراضات کے مسکت جواب دیئے اور معترضین کو لاجواب کر دیا۔

آپ نے خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ کے ساتھ ایک تربیتی درسگاہ قائم کی۔ جس میں طلباء کو مستقبل میں اعتقادی اور نظریاتی طوفانوں سے مقابلہ کرنے کے لیے ایک مرکز میں تبدیل کر دیا۔

علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ بھارت سے چل کر پاکستان آئے اور پاکستان میں علماء اہلسنت کو منظم طریقہ سے کام کرنے کے لیے تیار کرتے رہے۔ ہم آج کی اس محفل میں حضرت علامہ ارشد القادری کی ان مجالس کا تذکرہ کر رہے ہیں۔ جو لاہور میں ان کی صدارت میں ہوئیں۔ آپ نے لاہور کے علمائے اہلسنت کو لائحہ عمل تیار کرنے پر آمادہ کیا۔ پھر ذاتی طور پر ان کی دینی اور اعتقادی مہمات میں شرکت کا موقعہ ملا۔ اور ان کے قریب رہ کر ان کی ملکی اور عالمی سطح پر کام کرنے کا اندازہ ہوا ہم علامہ ارشد القادری کے رشحات قلم سے آشنا تھے۔

ان کے انداز تحریر سے متاثر تھے ان کی مناظرانہ تحریروں کے مداح تھے ان کے ایک ہم عصر عالم دین علامہ مشتاق احمد نظامی نے خون کے آنسو لکھی تو علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا دیباچہ لکھا اور اس کتاب کو پاک و ہند میں بڑی پذیرائی ہوئی۔ ہم نے لاہور میں اس کا پہلا ایڈیشن شائع کیا مگر جب انہوں نے زلزلہ اور تبلیغی جماعت اپنی کتابیں شائع کیں تو پاک و ہند کی اعتقادی دنیا میں تہلکہ مچ گیا۔ اپنے تو اپنے بیگانے بھی ان کی تحریر سے متاثر ہوئے اور نظریاتی گرفت کے قائل ہو گئے سینکڑوں معاصر تبصرہ نگاروں نے بھرپور انداز میں ہدیۂ تحسین پیش کیا۔ مخالفین کے بعض حقیقت پسند اہل قلم نے ان کے استدلالی انداز کو پسند کیا۔

ہمارے ایک دوست مولانا محمد منشاء تابش قصوری جب حج و عمرہ کے لئے دیار حبیب ﷺ میں گئے۔ تو وہاں علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی۔ ان کی مشہور کتاب زلزلہ کو دیکھا، پڑھا۔ اور بارگاہ نبوی ﷺ میں استدعا کی کہ اگر آپ اجازت دیں تو اسے پاکستانی عوام کی راہنمائی کے لیے شائع کیا جائے اجازت پا کر حضرت علامہ تابش قصوری ایک نسخہ پاکستان لائے اور ہمیں آمادہ کیا کہ ہم ''زلزلہ'' شائع کریں الحمدللہ ہم نے پاکستان میں سب سے اوّل ''زلزلہ'' بڑے خوبصورت انداز میں شائع کرنے کا اہتمام کیا۔

ہمارے گرامی قدر پیر احمد شاہ صاحب بخاری نے ہماری نگرانی میں برج منڈی فیصل آباد سے پہلا ایڈیشن شائع کیا۔ ہم نے اس

کتاب کا دیباچہ لکھا۔خوبصورت کتابت کرائی اور خطاط زمان محمد یوسف سدیدی مرحوم سے ٹائٹل لکھوا کر زلزلہ کو مطالعہ کے لیے عام کر دیا۔

ہمیں یاد ہے لاہور کے علماء کرام اہلسنّت نے مولانا ارشد القادری کے اعزاز میں فلیٹی ہوٹل لاہور میں استقبالیہ دیا تو زلزلہ کا پاکستان میں پہلا ایڈیشن زرق برق انداز میں علماء کرام کی اس محفل میں پیش کیا گیا۔سٹیج پر بیٹھے اور علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ نے ''زلزلے'' کی نئی جلدیں علمائے کرام کو پیش کیں۔اس استقبالیہ میں نقابت کا اعزاز ملا۔علامہ تابش قصوری صاحب نے زلزلہ پر پہلی روشنی ڈالی۔اور دوسرے علماء کرام نے آپ کی تحریروں پر ہدیہ تبریک پیش کیا اور علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کو نذرانہ تحسین پیش کیا۔

اسی دوران لاہور میں علماء کرام کی ایک بھرپور میٹنگ ہوئی جس میں حضرت علامہ ارشد القادری نے علماء کرام کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ بد مذاہب کے اعتقادی اثرات کو روکنے کے لیے پاکستان میں ایک ایسی جماعت کی بنیاد رکھی جائے جو خاموشی سے عوام کی اعتقادی اصلاح اور عقائد کی درستگی کے لیے شہر بہ شہر، قریہ قریہ، وادی بوادی نوجوان طبقہ کی تربیت کرے۔

اسی مجلس میں ''دعوت اسلامی'' کی بنیاد رکھی گئی اور علمائے کرام نے متفقہ طور پر ہم پر (پیرزادہ اقبال احمد فاروقی) دعوت اسلامی لاہور کی امارت کی ذمہ داری ڈال دی۔علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلہ کو پڑھاتے ہوئے کراچی میں متفقہ علمائے اہلسنّت کے اجلاس میں سنی تبلیغی جماعت یا ''دعوت اسلامی'' کی بنیاد رکھی اور دعوت اسلامی کے موجودہ امیر ابو بلال حضرت مولانا محمد الیاس عطار قادری صاحب کو امیر دعوت اسلامی منتخب کیا گیا۔الحمد للہ! آج '' دعوت اسلامی ان کی امارت، قیادت اور نظامت میں عالم اسلام میں کام کر رہی ہے۔کچھ عرصہ بعد علامہ ارشد القادری کی اور کتابیں سامنے آئیں تبلیغی جماعت اور جماعت اسلامی'' تو ہم نے تبلیغی جماعت کو اسی انداز میں شائع کر دیا جس طرح زلزلہ شائع کرائی تھی۔

ہم چونکہ پنجاب میں دعوت اسلامی کا کام کر رہے تھے۔لہٰذا دیوبندیوں کی تبلیغی جماعت کے بد اعتقاد کا تعاقب کرنے کے لیے تبلیغی حقائق کے اجالے میں کئی ایڈیشن شائع کر کے تقسیم کیے۔بعض مخیّر حضرات نے زلزلہ اور تبلیغی جماعت کو چھپوا کر عوام میں مفت تقسیم کیا۔ان کتابوں نے پاکستان کی اعتقادی دنیا میں ہلچل مچا دی۔اب مصنف علامہ نے ہندوستان میں زیر وزبر، زلف وزنجیر، لالہ زار جیسی اہم کتابیں لکھیں تو پاک و ہند میں ان کے کئی ایڈیشن چھپتے گئے

تحریری میدان سے نکل کر حضرت علامہ ارشد القادری نے قائد اہلسنّت الشاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مل کر برطانیہ میں ''ورلڈ اسلامک مشن'' کی بنیاد رکھی۔اور عالمی سطح پر کام کرنا شروع کیا۔اگر چہ '' ورلڈ اسلامک مشن'' کے سٹیج پر مختلف حضرات نے کام کیا مگر ان کے بانی شاہ احمد نورانی تھے اور محرک علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ تھے یہ دونوں جماعتیں علامہ ارشد القادری کا صدقہ جاریہ ہیں۔

حضرت علامہ ارشد القادری سے ہمارا مضبوط رابطہ رہا، جب لاہور تشریف لاتے ہم ان کے رفیق لاہور ہوتے۔وہ دار العلوم حزب الاحناف، دار العلوم نعیمیہ، دار العلوم نظامیہ درسگاہوں کی سرپرستی کرتے اور ان اداروں کے مقتدر بانیوں، اساتذہ حتیٰ کی طلبا کو اپنی مجالس میں بیٹھا کر مستقبل کی اعتقادی دنیا کی قیادت کے لیے تیار کرتے تھے۔ہم ان تمام علماء کرام کے اسمائے گرامی نہیں لکھ سکتے

جنہوں نے حضرت علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ کی رفاقت میں کام کو آگے بڑھایا۔ مگر علامہ محمود احمد رضوی مفتی عبدالقیوم ہزاروی، مفتی محمد حسین نعیمی، حکیم محمد موسیٰ امرتسری، محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد، غزالی زماں سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہم اور دوسرے کئی علمائے کرام کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

جنہوں سے علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ سے تعاون کیا اور ان کی تبلیغی مساعی کو آگے بڑھایا۔

حضرت علامہ ارشد القادری سے ہمارا رابطہ زندگی بھر مسلسل رہا، وہ "جام نور" نکالتے تو پھر بھیجتے۔ وہ کوئی کتاب شائع کرتے تو ہمیں بھیجتے وہ یورپی ممالک میں سفر پر جاتے تو ہمیں یاد رکھتے۔

ان کی خوبصورت تحریریں ایک طرف مگر مولانا محمد الیاس عطار قادری صاحب امیر "دعوت اسلامی" قائد اہلسنت شاہ احمد نورانی چیئرمین ورلڈ اسلامک مشن حضرت مولانا ضیاالدین مدنی خلیفہ اعلیٰ حضرت بریلوی، مولانا فضل الرحمٰن مدنی، مفتی ظفرالدین نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کی رفاقت ان کے شامل حال رہی ان بزرگوں نے ہمیشہ ان کی خدمات کو سراہا۔

آج مغربی ممالک میں ورلڈ اسلامک مشن کام کر رہی ہے آج دعوت اسلامی پاک و ہند کے علاوہ لاکھوں نوجوانوں کو تربیت دے رہی ہے انہی کی کوششوں کا ثمرہ ہے۔ آج دنیا انہیں ورلڈ اسلامک مشن اور دعوت اسلامی کا محرک مانے یا نہ مانے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ ان عظیم الشان سنی اداروں کی خشت اول تھے ، امیر تھے، قائد تھے۔ (غفرلہ)

لاہور میں ان کی سرگرمیاں اپنوں کے اعتقادی نظریاتی فروغ کے لیے اپنی مثال آپ تھیں۔ انہوں نے لاہور کی دینی اور اعتقادی تحریک کو متحرک کیا۔ لاہور کے علماء کرام کے ساتھ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان کی مسلکی و نظریاتی کاموں کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا۔ لاہور کے بعد سارے پنجاب بلکہ سارے پاکستان میں ان کی دینی کوششوں کو سراہا جاتا ہے ان کی تحریروں کو پڑھا جاتا ہے ان کی خدمات کو نذرانہ عقیدت پیش کیا جاتا ہے۔

روح شاد در باغ جنت شاد باد!

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات و خدمات پر عالمی کانفرنس کا انعقاد

حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی کی ذات عالم اسلام اور بالخصوص ہندوستان کے لئے باعث افتخار ہے۔ آج ضرورت اس عظیم ہستی کا عالمی پیمانے پر تعارف کرانے اور ان کی تعلیمات کو عام کرنے کی ہے۔ انہوں نے اکبر بادشاہ کے آخری دور میں دینی تبلیغ کا آغاز کیا اور اعیان مملکت کو نفاذ اسلام کی دعوت دی اور بدعات کے سدباب کے لئے علماء اور مشائخ کو بھی بیدار کیا۔ ان خیالات کا اظہار آج ایوان غالب میں المجدد اکیڈمی اور نصرت الاسلام ایجوکیشنل سوسائٹی کے زیر اہتمام حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کی حیات و خدمات پر منعقد عالمی کانفرنس میں کراچی سے تشریف لائے ہوئے علامہ پروفیسر محمد مسعود احمد نے اپنے بصیرت افروز مقالہ میں کیا۔ کانفرنس کا آغاز شاہی مسجد فتح پوری کے نائب امام مولانا محمد معظم احمد کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ معروف شاعر متین امروہوی، اور محمد مستقیم نے بارگاہ رسالت میں ہدیہ نعت اور ڈاکٹر عبدالحفیظ کاروار نے منقبت پیش کی۔ اس روحانی محفل کی صدارت پروفیسر سید شاہ محمد امین میاں، سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف اور نظامت سید قیصر خالد فردوسی نے کی۔ شاہی مسجد فتح پوری کے امام ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد نے اپنے افتتاحی خطبہ میں کہا کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی اللہ کی ایک عظیم نعمت تھے جو اللہ نے اپنے بندوں کو عطا کی۔ انہوں نے خود کو انسانیت کی خدمت کے لئے وقف کیا تھا جس کی آج بے حد ضرورت ہے۔ انہوں نے دین کی خاطر اکبر اور جہانگیر جیسے طاقتور بادشاہوں سے ٹکر لی اور ان کے دربار میں اللہ کے دین کی آواز بلند کی۔ مفتی مکرم نے کہا کہ اگر حضرت مجدد کو سمجھنا ہے تو ان کے مکتوبات کا مطالعہ کرنا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ آج حضرت مجدد کا فیض اور ان کا چرچہ دنیا بھر میں عام ہے اور نقشبندی اور مجددیہ سلسلے پوری دنیا میں پھل پھول رہا ہے۔ انہوں نے اس موقع پر المجدد اکیڈمی (انٹرنیشنل) کے اغراض و مقاصد پر بھی روشنی ڈالی اور اس کی سرگرمیوں سے آگاہ کیا۔ بعد ازاں مفتی مکرم کے صاحبزادے مولانا محمد انس مسرور نے بھی مقالہ پیش کیا۔ ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم مصباحی نے اپنی مختصر تقریر میں کہا کہ امام ربانی کی شخصیت کو سمجھنا آسان نہیں ہے اس کے لئے گہرے مطالعہ کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ آج ضرورت ہے کہ ان کے پیغام و تعلیمات کو عام کیا جائے۔ پاکستان سے آئے ہوئے مولانا سرور احمد نے بھی امام ربانی مجدد الف ثانی پر اپنا مقالہ پیش کیا۔ مہمان ذی وقار کے طور پر ڈاکٹر الیس فاروق نے شرکت کی۔ ان کے علاوہ خواجہ حسن ثانی نظامی، پروفیسر فاروق احمد صدیقی، شاہ انس فاروقی، ڈاکٹر نقیر محمد بسمل، ڈاکٹر ضیاء الدین شمسی، محبوب المرسلین، ڈاکٹر وہاج الدین علوی، صوفی عبدالرحمٰن وغیرہ نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ کانفرنس میں کافی تعداد میں علماء و مشائخ، دانشوروں اور دیگر عقیدت مندوں نے شرکت کی۔ آخر میں المجدد اکیڈمی کے صدر مولانا محمد معظم احمد نے تمام شرکا کا شکریہ ادا کیا۔

علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ مزارِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر

کشمیر کا دلکش سفر

۱۳ر ستمبر کی شام کو میں جمشید پور سے کشمیر کے لیے روانہ ہوا واضح رہے کہ کشمیر کا میرا یہ سفر تفریح و سیاحت کے لیے نہیں بلکہ مذہب اہلسنّت کی تبلیغ و اشاعت کے وسائل کی تلاش کے لیے تھا۔

دوسرے دن شب میں میری ٹرین بریلی شریف کے اسٹیشن پر پہنچی ۔ وہی بریلی شریف جس کی طرف انتساب اب اہل سنت کا علامتی نشان بن چکا ہے۔ یک بیک جذبۂ شوق نے انگڑائی لی اور میں سرکار اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کے مزار پُر انوار کی زیارت کے لیے اتر پڑا۔

آستانہ رضویہ پر حاضری

نماز فجر کے بعد امام اہلسنّت کے آستانے پر جب میری حاضری ہوئی تو جذبۂ دل کے مدو جزر کا عجیب عالم تھا۔ ایک عشق سراپا، ایک پیکر وفا، ایک اخلاص مجسم، اور ایک بحر علم و فضل کی خواب گاہ ناز نظر کے سامنے تھی۔ فرط عقیدت سے آنکھیں اشکبار ہو گئیں بے ساختہ یہ شعر یاد آ گیا۔

کیوں رضا آج گلی سونی ہے

اٹھ میرے دھوم مچانے والے

نہ جانے کس عالم میں اعلیٰ حضرت نے یہ شعر کہا تھا۔ گھنٹوں سوچتا رہا! اسی عاشق پاکباز کا مرقد ہے جو شہر خموشاں کے ارجمندوں کی حرمت و توقیر کے لیے زندگی بھر بے چین رہا۔ اس کے نوک قلم سے روشنائی نہیں ٹپکتی تھی عشق و عرفان کا آبشار پھوٹتا تھا۔ اس کی تحریر میں عجیب سحر حلال تھا کہ بریلی کی سرزمین پر بیٹھے بیٹھے اس نے ساری دنیا کو اپنے گرد سمیٹ لیا۔

عالم تحیر میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ بے ساختہ زبان دل سے دعا نکلی اور در و دیوار نے آمین کہا۔

احمد رضا! تمہاری تربت پر شام و سحر رحمت و نور کا ساون برسے تمہارے قلم کی روشنائی نے شہیدوں کے لہو کی طرح چمنستان اسلام کو لالہ زار بنا دیا۔ تم نے آندھیوں کی زد پر عشق کا چراغ جلایا اور خون کے ایک ایک قطرے سے محبت کا خراج وصول کیا۔

دنیائے اسلام کے محسن! تم نے حق و باطل کے درمیان اتنی واضح لکیر نہ کھینچ دی ہوتی تو آج امنڈتے ہوئے ان سیاہ فتنوں کے ہجوم میں امت مسلمہ کا کیا حال ہوتا۔ کیا معلوم کہ ہم سرگستگان بادۂ غفلت عقل غلط اندیش کی رہنمائی میں کہاں بھٹکتے ہوتے۔

اہل سنت کے امام؟ خدائے غافر و قدیر تمہاری خواب گاہ کو رحمتوں کے پھول سے بھر دے۔ تمہارا یہ احسان ہم کبھی نہیں بھول سکتے کہ تم نے نہایت نازک وقت میں ایماں کے ساتھ ہماری روحوں کا سررشتہ ٹوٹنے سے بچا لیا۔ ویسے کہنے کے لیے ساری دنیا رسول مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانوں سے بھری ہوئی تھی لیکن نجد کے گستاخوں کے منہ میں لگام دینے کے لیے تمہارے سوا کون کھڑا ہوا کس نے اپنی ہستی کی ساری صلاحیتوں کو حمایت حق کے مورچے پر لگا کر اسلام کی فصیل کو کفر و الحاد کے طوفان سے ہمیشہ کے لیے محفوظ

کردیا۔ مزارات کے وارث اور خانقاہوں کے سجادہ نشین کہاں نہیں تھے لیکن کسے ہمت ہوئی کہ ابلیس کے امنڈتے ہوئے لشکر کو شکست فاش دینے کے لیے خون کا آخری قطرہ تک نثار کردے۔

ہر محفل کا چراغ بننا اور ہر طبقے میں نیک نام کہلانا کون نہیں پسند کرتا لیکن پیارے! یہ تمہارا ہی جگر تھا کہ حق کی خوشنودی کے آگے تم نے نہ کسی کے روٹھنے کی پرواہ کی نہ کسی کے طعن و تشنیع سے آزردہ ہوئے ایک اپنے محبوب کو راضی کر کے تم سارے جہاں سے مستغنی ہو گئے۔ اہل حق کی دنیا آج بھی اعتراف کرتی ہے کہ تم نے غیرت عشق کی یہ بھٹی نہ سلگائی ہوتی تو اس عہد نفاق آشوب میں یقین و عرفان کا یہ نکھرا ہوا سونا کسے میسر آتا۔

پس اے امیر کشور اخلاص! دشمنان حق نے اپنے مذہبی غیض میں سنگ سنگ کر تجھے جتنے طعنے دیئے ہیں عالمین کا پروردگار اُن ساری دل آزاریوں کا تجھے بے پایاں اجر عطا کرے۔ دل کے انہیں تاثرات کے ساتھ بادیدۂ پرنم آستانہ رضویہ کی جلوہ گاہ فیض سے میں واپس لوٹا اور سیدی حضور مفتیٔ اعظم ہند دامت برکاتہم کے دولت سرائے اقبال پر تھوڑی دیر کے لیے قیام کیا۔ معلوم ہوا کہ حضرت اقدس شب گذشتہ کی ٹرین سے کل ہند سنی جمیعۃ العلماء کی تنظیمی کانفرنس میں شرکت کے لیے بمبئی تشریف لے گئے۔

خبریں......خبریں......خبریں

گلشنِ ارشد القادری علیہ الرحمہ مرتبہ ملک محبوب الرسول قادری چھپ کر آچکی ہے شائقین حضرات علمی پبلشرز لاہور سے حاصل کریں۔

تین برگزیدہ شخصیتیں مصنفہ مولانا لیسین اختر مصباحی عنقریب اشاعت پذیر ہے قارئین اپنی اپنی جلد بک کروالیں پھر نہ کہنا خبر نہ ہوئی۔ یہ کتاب تین بزرگ شخصیتیں حضور مفتی اعظم ہند، حافظ ملت، مجاہد ملت رحمۃ اللہ علیہم کے حالات زندگی پر مشتمل ہے۔ صفحات 250 قیمت 120

ماہنامہ امیر اہلسنّت لاہور کا ''تصانیف امام رضا نمبر'' دستیاب ہے۔

علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ

ایک عظیم قلمی شخصیت

حضرت علامہ محمد منشا تابش قصوری

قلم کی عظمت ورفعت اس سے بڑھ کر اور کیا ہوسکتی ہے کہ خالق لوح و قلم نے از خود یوں قسم فرمائی ن والقلم ومایسطرون۔

اور باعث تخلیق عالم نبی مکرم رسول معظم جناب احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکتوبات عالیہ سے قلم کو علو بر تریت سے نوازا نیز جب احادیث کو بعض صحابہ کرام خصوصاً حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احاطۂ قلم میں لانا چاہا۔ تو آپ نے بصد مسرت اپنی زبان مقدس کو اپنے مبارک ہاتھ سے پکڑے ہوئے فرمایا" اس زبان سے کبھی بھی کوئی بات غلط نہیں نکلتی، خوب لکھتے رہیں۔ چنانچہ قرآن کریم اور احادیث مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا کا وسیع خزانہ منصۂ شہود پر جلوہ افروز ہوا۔ رفتہ رفتہ قلم کے فیضان کا دائرۂ عمل وسعت اختیار کر گیا کہ آج جو جدید وقدیم علوم وفنون کے ذخائر پائے جاتے ہیں سبھی قلم کے مرہون منت ہیں۔

قلم کا جہاں بڑا کشادہ ہے، صاحبان قلم نے اسے اچھائی برائی کے لیے استعمال میں لانے سے قطعاً گریز نہیں کیا۔ اور آج کل برائی کی اس سے زیادہ ہی خدمت لی جارہی ہے، آرٹ اور ثقافت کی آڑ میں اس کے تقدس کو مجروح کیا جارہا ہے۔ ننگی اور خواہشات نفسانیہ کو برانگیختہ کرنے کے لیے ادب کے نام سے لاتعداد کتب، اخبار و رسائل اور جرائد شب وروز مارکیٹ کی زینت بنتے ہیں، ریڈیو، ٹی وی، انٹرنیٹ کیبلز، وڈیو کی بھرمار میں بھی کسی نہ کسی طرح قلم ہی کی کارگزاری ہے۔ مگر مایوسی کی کوئی بات نہیں اس لیے کہ اہل درد قلم حضرات جن کی زندگی کا مطمع نظر خدمت دین متین ہے۔ مسلسل قلمی جہاد سے برائی وبے حیائی کے سپوتوں کو پاٹنے کے لیے پیہم مصروف ہیں، حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے لیکر امام احمد رضا فاضل بریلوی اور حضرت عمر بن عبدالعزیز سے امام ربانی مجدد الف ثانی (رضی اللہ عنہم) تک ایسی ناقابل فراموش ہستیاں ظہور پذیر ہوئیں جنہوں نے دین حق کی خدمت کے ساتھ ساتھ خدمت انسانیت کے ایسے ایسے کارنامے سرانجام دیئے ہیں جن سے قلم ہمیشہ ان کا ممنون احسان رہے گا۔

قرن ہا قرن سے قلم تاریخی یادگاریں بناتا آرہا ہے اور یہ سلسلہ تاقیامت جاری وساری رہے گا ہمارے زمانہ میں جسے نہایت ترقی یافتہ کہا جارہا ہے ایسی نادر روزگار شخصیات کا ظہور ہوا جنہوں نے قلمی آبیاری میں نہایت انمول کارنامے مرتب کئے انہیں میں سے ممدوح اکابر حضرت علامہ ارشد القادری رحمہ اللہ تعالیٰ کی ذات ستودہ بھی صفات ہے جن پر چودھویں وپندرھویں صدی ناز کرے تو بجا ہے۔

علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ یوں تو بھارت میں پیدا ہوئے وہی پلے، بڑھے اور پڑھے۔ وہی حیات مبارکہ کو بنایا سنوارا، نہ صرف اپنی زندگی کے تارو پود مزین کئے بلکہ اسلامیان ہند خصوصاً اور مسلمانان عالم کے عموماً شب وروز کو چمکانے کی سعی جمیل فرمائی۔

راقم السطور محمد منشا تابش قصوری تو ان خوش نصیبوں میں شامل ہے جنہیں ان سے قلمی عقیدت ومحبت بھی رہی اور براہ راست زیارت وملاقات کا شرف بھی نصیب ہوا۔ قلمی تعلق تو زمانہء طالبعلمی سے پیدا ہوا اور پھر رفتہ رفتہ بڑھتا ہی چلا گیا۔ یہاں تک کہ فراغت کے بعد جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں تدریسی اور تحقیقی امور کی انجام دہی کے لیے متعین ہوا۔ بفضلہٖ تعالیٰ تا حال ربیع الاول ۱۴۲۷ھ / اپریل ۲۰۰۶ء اسی جگہ حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ کے قرب میں حاضری دے رہا ہوں۔ بہت سی اہم علمی شخصیات کی فرقت وجدائی کے داغ قلب نازک میں سمائے جی رہا ہوں۔ جب ان محبین ومحسنین کی یاد آتی ہے تو آتی ہی چلی جاتی ہے دل سے آہ نکلتی ہے آنکھیں نمناک ہوجاتی اور زبان بے ساختہ پکار اٹھتی ہے ع......

غم کی چلیں جو آندھیاں باغ اجڑ کر رہ گیا

مگر آج تو غم ودرد اور دکھ قدرے سوا ہے، کہ کراچی میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس وپاکیزہ جلوس کے لاکھوں شرکاء نماز مغرب ادا کر رہے تھے کہ بم پھٹا اور اہل سنت وجماعت کی ممتاز مذہبی شخصیات جن میں مولانا غلام عباس قادری، حافظ محمد تقی، افتخار احمد بھٹی، مولانا محمد حنیف بلو رحمہم اللہ تعالیٰ شہید ہوگئے۔ جن کے ساتھ ساتھ ساٹھ سے زائد عاشقانِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا بھی شہید ہوئے اور ایک صد سے زائد زخمی ہیں ان کے سوگ میں پورے صوبہ سندھ میں حکومت نے تین دن تک سوگ کا اعلان کیا ہے نیز پورے پاکستان بمع آزاد کشمیر میں تمام مدارس اہل سنت بھی تین دن تک سوگ میں بند کردیئے گئے ہیں دعا ہے اللہ تعالیٰ شہیدان میلاد مصطفےٰ کو جوار محبوب کریم ﷺ میں جگہ مرحمت فرمائے زخمیوں کو صحت کاملہ عاجلہ عطا کرے اور لواحقین کو صبر جمیل اجر جزیل سے نوازے اور دہشت گردوں، تخریب کاروں کو کیفر کردار تک پہنچائے آمین ثم آمین

ایسی شگفتہ بہ حالت میں عزیز القدر مولانا محمد وسیم قادری زیدہ مجدہٗ کا فون آیا کہ آپ ''علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ'' سے متعلق اپنی یادداشتوں کو مقالہ کی صورت دیں تاکہ ''امیر اہل سنت'' کا جو علامہ ارشد القادری نمبر'' شائع کیا جارہا ہے اس میں شامل کی جائیں موصوف جس خلوص اور صدق دل سے قلمی محاذ پر کام سرانجام دے رہے ہیں۔ جہاد سے کم نہیں وسائل کا فقدان، دوستوں کی بے اعتنائی ، اپنوں کی تنقید اور غیروں کی حیرانگی، نیز صحافتی تجربہ کی کم عمری کے باوجود ایک مجذوب کی طرح اپنے مسلک کی خدمت میں دن رات ایک کئے ہوئے ہیں۔ میں نے انکار مناسب نہ سمجھا اور چند سطور قلم بند کرنے کی طرح ڈالی تاکہ موصوف اپنے مشن کو آگے بڑھانے کا حوصلہ پائیں۔

علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ کا نام نامی اسم گرامی پہلے پہل ماہنامہ پاسبان الہ آباد میں پڑھا۔ ''پاسبان'' اس دور کے سنی رسائل وجرائد میں منفرد اہمیت کا حامل ماہنامہ تھا۔ جو خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمۃ کی زیرادارت شائع ہوتا رہا۔ یہ ماہنامہ علم وادب اور مذہب ومسلک کا حسین مرقع تھا، زمانہ طالب علمی میں میرے مشاغل میں درسیات کے علاوہ رسائل وجرائد کا مطالعہ خورد ونوش کی طرح قلب وروح کی غذا تھی، راقم دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف میں فقیہ اعظم مولانا الحاج ابو الخیر محمد نور اللہ نعیمی القادری الاشرفی رحمہ اللہ تعالیٰ کے زیر سایہ علوم وفنون کی منازل طے کررہا تھا، یہاں کے قواعد وضوابط میں یہ قانون بھی تھا کہ کتب درسیہ ودینیہ کے علاوہ کسی اخبار یا رسالے کا مطالعہ جرم ہے اگر کوئی طالبعلم نماز باجماعت ادا نہیں کرے گا۔ اسے کھانا نہیں دیا جائے گا یا غیر علمی سرگرمیوں میں ملوث ہوا اس کا بھی کھانا بند یوں جو رسائل وجرائد اور اخبار وغیرہ پڑھتا معلوم ہوا، اسے بھی دارالعلوم کی طرف سے کھانا

نہیں ملے گا۔ بادی النظر کو تو یہ قانون نہایتِ سخت محسوس ہو گا مگر ہمارے مستقبل کو تابناک بنانے کے لیے یہ قوانین وقواعد اور ضوابط نہایت ہی مفید تھے وہ یوں کہ پنجگانہ نماز با جماعت نے ہمیں تہجد گزار بنایا، عبادت سے اتنی محبت ہوئی کہ وسیع وعریض مسجد نور ہر وقت بھر نظر آتی، رسائل وجرائد کی آمد نہ ہونے کے برابر تھی، لہٰذا کھانا بند ہونے کی بہت ہی کم نوبت آتی۔

لیکن راقم السطور تو چوتھی جماعت سے اخبار پڑھنے کا دلدادہ تھا۔ دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور میں میٹرک کے بعد داخل ہوا۔ بناء علیہ مجھے رسائل وجرائد نے اس وقت تک پوری طرح اپنا عاشق بنا رکھا تھا۔ ادھر مدرسہ کے قوانین اور ادھر اخبار بینی کی چاہت نے دوراہے میں کھڑا کر دیا۔ آخر مجبور ہو کر استاذی المکرم حضرت علامہ مولانا ابوالفضل محمد نصر اللہ صاحب نوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں رسائل واخبار کے مطالعہ کے لیے درخواست گزار دی چنانچہ استاذی مکرم نے نہایت شفقت سے نوازتے ہوئے دیگر تمام طلباء سے جو اس وقت چار صد کے قریب تھے مستثنیٰ قرار دیا یوں قواعد و ضوابط کے سایہ میں رسائل وجرائد کا بڑی دلچسپی سے مطالعہ شروع کیا۔ پاکستان کے سنی رسائل کے علاوہ بھارت سے درج ذیل رسائل اپنے نام جاری کروائے۔

ماہنامہ پاسبان، ماہنامہ نوری کرن ہفت روزہ استقامت جو میں ماہنامہ بنا، آستانہ دہلی، القدیر، اعلیٰ حضرت، جام کوثر، ہندوستانی جو رسائل میرے پاس آرہے تھے ان تمام میں علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ کے مقالات گرانمایہ کو انتہائی عقیدت ومحبت، ذوق وشوق اور استفادہ کے لیے گہری سوچ سے پڑھتا، کئی مضامین کا تو ربط وتعلق ایسے کہ جیسے محبوب ومحب معانقہ کر رہے ہوں ہر مضمون کے آغاز میں ایک گوشے پر یوں درج ہوتا "از رئیس القلم علامہ ارشد القادری مدظلہ

مکمل ایڈریس نہ ہونے کے باعث سوچتا آپ سے بذریعہ خط کیسے حاضری دوں، اسی دوران آستانہ دہلی جاری کروایا۔ تو اس میں ایک نہایت ہی محترم شخصیت مولانا علامہ محمد یعقوب حسین صاحب ضیاء القادری بدایونی علیہ الرحمۃ کے نعتیہ اور مناقبیہ کلام سے رسالے کو بھر پور پایا۔ شجرہ ہائے سلاسل اور محامد ومناقب سے ہر شمارہ پر ہوتا اور ہر عنوان شاعر آستانہ دہلی سے منسوب، راقم نے جب حضرت کا کلام ہر صنف شاعری سے مرقع پایا تو دل میں آیا اس عاشق رسول سے کسی طرح تعلق پیدا کرنا چاہیے چنانچہ میں نے مدیر آستانہ جناب مستحسن فاروقی صاحب مرحوم سے آپ کا پتہ دریافت کیا تو موصوف نے جواباً حضرت کا ایڈریس نوٹ کرایا، مجھے مولانا ضیاء القادری علیہ الرحمۃ کا ایڈریس دیکر بے حد خوشی سے نوازا اور نہایت شفقت بھرے کلمات سے شاد کام کیا۔ پھر تو میرا ایسا معمول بنا کر ہر دوسرے روز خط لکھ دیتا اور حضرت باوجود پیرانہ سالی اور علالت فوراً جواب مرحمت فرماتے اور ایک خط میں آپ نے تحریر فرمایا "عالم کی فطرت میں شاعری ہے، آپ بھی اس طرف رغبت کریں، طرح مصرع ارسال ہے اس پر طرح آزمائی کریں اور جو شعر تیار ہوں مجھے بھیج دیا کریں اصلاح کر دیا کروں گا۔ نیز ضیاء کی مناسبت سے آپ کا تخلص تابش رکھا ہے اسے استعمال میں لائیں چنانچہ آپ کے ارشاد پر راقم نے نعت ومناقب کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا اور لکھنا شروع کیا آپ نے میری اصلاح کے ساتھ ساتھ پاک وہند میں اپنے ارشد تلامذہ کے ایڈریس بھی عنایت فرماتے اور مشورہ دیا کہ ان سے بھی بذریعہ خطوط ربط قائم کریں۔

چنانچہ حضرت علامہ مولانا نسیم بستوی علیہ الرحمۃ سے پہلے پہل تعلق قائم ہوا اور مرحوم ان دنوں دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف میں تدریسی امور سرانجام دے رہے تھے، حضرت نسیم بستوی

علیہ الرحمۃ پختہ فنکار، ادیب شہیر، بالغ نظر مؤرخ، اور پاکیزہ فطرت مصنف کی حیثیت سے بھی خوب شہرت کے مالک تھے، میرے پاس ان کے بیسیوں خطوط محفوظ ہیں میرا پختہ عزم ہے کہ ان پر ایک ضخیم کتاب مرتب کی جائے تاکہ ہماری روایتی سستی کے باعث یہ بلند مرتبت شخصیت نسیاً منسیاً کے دبیز غلاف میں نہ چھپ جائے موصوف کے لائق وفائق خلف الرشید مولانا کلیم بستوی زید مجدہٗ جو حافظ قرآن اور عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ پختہ فطرت شاعر بھی ہیں اس سلسلہ میں جو کچھ ان سے ہوسکتا ہے کر رہے ہیں دعا ہے صاحبزادہ صاحب اپنے والد ماجد علامہ نسیم بستوی علیہ الرحمہ کے اوصاف کا مظہر اتم ثابت ہوں۔

علامہ نسیم بستوی سے راقم نے ایک خط میں گزارش کی کہ ''فیض الرسول'' کتنا پیارا نام ہے کیا ہی اچھا ہو کہ اس نام سے دارالعلوم ''فیض الرسول'' سے ماہنامہ کا اجراء عمل میں لایا جائے۔ ممکن ہے ادارہ کے ارباب حل وعقد پہلے سے یہی سوچ رکھتے ہوں۔ میری تجویز نے ان کے لیے مہمیز کا کام سرانجام دیا اور پھر باقاعدہ دستور العمل کے تحت ماہنامہ فیض الرسول کا آغاز ہوگیا۔ بحمدہ تعالیٰ وہ دستور العمل اور فیض الرسول کی ابتدائی فائل دیگر بکثرت شماروں کے ساتھ محفوظ ہے۔

دارالعلوم'' فیض الرسول'''' اس وقت کی تقریباً تمام قلمی شخصیات سے میرے مراسم قائم ہوتے گئے، جن میں حضرت مولانا غلام جیلانی، حضرت مولانا بدر الدین احمد قادری، حضرت مولانا صاحبزادہ غلام قادر علوی، حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی حضرت جمال احمد خان، حضرت علامہ عبدالمصطفےٰ اعظمی رحمہم اللہ تعالیٰ ان اکابر کے متعدد خطوط مبارکہ میرے پاس محفوظ ہیں۔

چونکہ راقم نے مضامین لکھنے کا سلسلہ زمانہ تعلیم میں ہی شروع کردیا تھا اور میری سرپرستی میرے شفیق اساتذہ فرما رہے تھے، پاک وہند کے سنی رسائل و جرائد میں میرے مضمون شائع ہونے لگے تو پسندیدگی کا ایک جہان آباد ہوتا گیا بڑے بڑے مقبول صاحبانِ علم وقلم کے تحسین وتبریک سے بھرے خطوط وصول ہونے لگے اور میرا حوصلہ ایسا بڑھا کہ ایک روز میری زبان پر یہ مصرع جاری ہوگیا۔

ہو گا چرچا تا ثریا ایک دن تابش ترا

مگر میں نے اُسے تعلّی قرار دیتے ہوئے ازالہ کے لیے فوری طور پر استغاثہ نما چند اشعار لکھے جس کا پہلا اور آخری شعر ملاحظہ فرمائیے۔

کردے پوری اے خدا میری یہ حسرت ایک دن
گنبدِ خضرا کی ہو مجھ کو زیارت ایک دن
اکتساب نور کر تابش نبی کے نور سے
بالیقین تیری چمک جائے گی قسمت ایک دن

وقت گزرتا گیا، قلم چمکتا گیا، تعلقات وسعت اختیار کرتے گئے اور وہ مبارک ساعتیں نصیب ہوئیں کہ فارغ التحصیل ہونے تک پاک وہند کی نامی گرامی شخصیات کے علاوہ بیرونی ممالک کے علماء کرام نے بھی اس ناچیز کی خوب خوب حوصلہ افزائی فرمائی۔ ربط و تعلق کے لیے لاہور کی سرزمین میرے لیے بڑی زرخیز ثابت ہوئی آستانہ عالیہ حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ پر پہلی حاضری کے موقعہ پر بعد از ہدیۂ ایصال ثواب عرض کیا، یا فیض عالم آپ کا یہ ادنیٰ سا غلام حاضر دربار ہے اب اس کی بعض دینی ذمہ داریاں یہاں سے وابستہ ہورہی ہیں لہٰذا آپ سے درخواست ہے کہ عزت سے رکھیے اور جب یہاں سے اجازت کا وقت آئے تو عزت سے رخصت رحمت فرمائیے۔ الحمد للہ علی منہ اس دن سے آج تک میری لاہوری زندگی میں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طفیل حضرت گنج

بخش، فیض عالم، مظہر نور خدا، کی بارگاہ فیض بار سے عزت و شہرت میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور سے میری تدریسی اور تحقیقی زندگی میں ترقی کی منازل طے ہونے لگیں۔ علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ میرے ان مخلصین، احباء و رفقا میں شامل کیں جن پر زمانہ ناز کرتا ہے، موصوف بھی قلم و تحقیق کے دھنی ان کا ایک نام اور مقام ہے جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں میرا آنا ان کے لیے اور ان کا میرے لیے بلکہ جامعہ کے لئے برکت کا سبب ثابت ہوا۔

اس لیے کہ مولانا الموصوف اور راقم الحروف قلمی دنیا میں خوب جانے پہچانے جاتے تھے تاہم یہاں آنے سے قبل میرا رابطہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پوری یوپی ضلع اعظم گڑھ کے ابھرتے ہوئے اہل علم وقلم اور صاحبان تدریس سے ہو چکا تھا جن میں حضرت علامہ مولانا محمد احمد صاحب مصباحی، حضرت علامہ محمد عبدالمبین نعمانی صاحب، حضرت مولانا یٰسین اختر الاعظمی، حضرت مولانا افتخار احمد قادری صاحب، ڈاکٹر غلام یحیٰ انجم صاحب اور حضرت مبلغ اسلام مولانا بدر القادری صاحب دامت برکاتہم العالیہ سے حضرت مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمۃ اور حضرت علامہ شرف قادری صاحب مدظلہ سے بھی ربط و تعلق کی راہیں ہموار کیں اور یہ سلسلہ اس تیز رفتاری سے آگے بڑھا کہ ہم یوں محسوس کرتے تھے کہ لاہور اور مبارک پور میں قطعاً کوئی بعد اور دوری نہیں یہاں تک کے ان گرامی قدر علمائے مبارک پور نے المجمع الاسلامی کے قیام کی خوشخبری سنائی جبکہ جامعہ میں رضا فاؤنڈیشن کا قیام عمل میں آیا۔ ان دونوں تاریخی اداروں کے تاریخی کارناموں پر کسی اور وقت پر روشنی ڈالی جائے گی اس وقت تو علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ علم وقلم اور فیضان و عرفان کی جامع شخصیت پر چند کلمات لکھنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

مبلغ اسلام حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ علم و عرفان، شریعت و طریقت کا بہت بڑا سنگھم تھے، مجاہدات و ریاضت سے ان کی زندگی عبارت ہے، مصائب و آلام اور قید و بند کو انہوں نے خندہ پیشانی سے قبول فرمایا۔ یگانوں و بیگانوں کے حسد کا شکار ہوئے، مگر ایسے صاحب عزیمت تھے کہ کبھی کسی لگانے کو طعنوں کے تیر و نشتر سے گھائل کرنے کا موقعہ فراہم نہ کیا، مگر مسلک حق کے دشمنوں کو ہر میدان سے ایسے بھگاتے جیسے شیر کی دھاڑ سے درندے"۔

حضرت علامہ حافظ ملت، شیخ الحدیث مولانا علامہ حافظ عبدالعزیز صاحب محدث مرادآبادی علیہ الرحمہ کے ان اکابر تلامذہ میں سے ہیں جن پر الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کے تمام علماء و فضلاء، طلباء حتی کے ان کے گرامی مرتبت اساتذہ اور اشرفیہ یونیورسٹی مبارک پور کے جملہ اساتذہ و مدرسین ان پر فخر کرتے رہے بلکہ بعد از وصال بھی ان کی شخصیت مبارک پور کے لیے قابل صد فخر مباہات ہے، یوں تو پاکستان کے تمام اکابر علماء و مشائخ بھی ان کی قلمی و عملی خدمات کو تحسین کو نگاہ سے دیکھتے ہیں مگر بھارت کے سنی مسلمانوں کے لیے تو آپ محبوبیت کے درجہ پر فائز تھے،

جب پاسبان میں آپ کی نادر روزگار تصنیف "زلزلہ" کا اشتہار دیکھا تو دل مچل گیا، بذریعہ خطوط رابطہ تو بہت پہلے قائم ہو چکا تھا مگر زلزلہ کے اشتہار نے اس میں مزید اضافہ کر دیا، راقم نے زلزلہ کے جلد ظہور پذیر کرنے کے لیے خطوط لکھے آپ نے ایک عرصہ تک ایسے رنگ میں انتظار کرایا کہ بس انتظار کی لذت بھی تاریخ بن گئی۔ یہاں تک کہ پاک و ہند کے مابین 1965ء کی جنگ شروع ہو گئی۔ یوں زلزلہ سے پہلے ایک عجیب زلزلہ کا سامنا کرنا پڑا۔

ہر دو ملک کے تعلقات بالکل ختم ہو کر رہ گئے یہاں تک کہ

خطوط و کتب کی ترسیل بھی بند ہوگئی۔ اور یہ سلسلہ کئی سال تک بدستور قائم رہا۔ مجھے اپنے احباء ورفقا جو زیادہ تر علماء کرام ہی تھے جن کی طرف سے ہفتہ بھر میں کئی خطوط وصول ہوا کرتے تھے۔ اب ان کی صورت تک کو ترس گیا، تاہم کسی نہ کسی طرح معلومات حاصل کرتا رہا یہاں تک کہ معلوم ہوا۔ حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ کی کتاب ''زلزلہ'' مارکیٹ میں آچکی ہے۔ یہ 1972 کی بات ہے۔ جو میری زندگی کا نہایت ہی مبارک سال ہے کیونکہ اسی سال مجھے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری و زیارت حرمین شریفین میں سعادت عظمیٰ حاصل ہوئی۔ مدینہ طیبہ میں پونے چار ماہ حاضری نصیب رہی۔

قطب مدینہ شیخ المشائخ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی قادری رضوی اشرفی خلیفہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلی رحمہما اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھی حاضری کی ساعتیں میسر ہوئیں حضرت کے ہاں ہر روز بعد نماز عشاء محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد ہوتی۔ یہاں اہل عشق و محبت اور صاحبان علم و فضل شخصیات پورے عالم اسلام سے آنے والی شمولیت فرماتیں۔ عموماً غلامان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثریت وہاں متعدد عالمی مذہبی ہستیوں کی زیارت ہوتی رہی میرے لیے حضرت قطب مدینہ علیہ الرحمہ نے شفقت و کرم کے دروازے کھولے رکھے اس محفل میلاد شریف میں میری ڈیوٹی تھی کہ مہمانوں اور شرکت کرنے والے حضرات کی خدمت میں خورد و نوش، تبرکات اور چا۔ ئے پیش کرنے کے بعد ان تمام برتنوں کو دوسرے دن کے لیے صاف کر کے سنبھال رکھیں میری اس سے بڑھ کر اور کیا خوش بختی تھی کہ زائرین مدینہ اور مہمانانِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ایک سچے عاشق رسول کے کاشانہ اقدس میں آنے والوں کی اس شان سے خدمت سرانجام دیتا ہے کہ وہ مجھے حضرت کا خادم خاص قرار دیتے۔ 1972ء کو مدینہ طیبہ میں میری حاضری ایک ماہ چار دن رہی اور اس دوران معمولات وظائف سے فراغت کے بعد حضرت قطب مدینہ کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتا اور مذکورہ خدمت سرانجام دینے کا حظ اٹھاتا۔

اسی اثنا میں ایک شب حضرت قطب مدینہ کے تکیہ کے پاس ''زلزلہ اور مفتی اعظم ہند کی کرامات'' فردوس نگاہ ہوئیں۔ میرے ارمان مچل پڑے، کئی سالوں کا انتظار ختم ہوا۔ سبز رنگ کا آرٹ کارڈ ٹائٹل اور سفیدی سے چمکا ہوا ''زلزلہ'' با جازت قطب مدینہ میرے ہاتھ میں تھا، آداب محفل ملحوظ خاطر تھے اس لیے وہاں پڑھنے کی جسارت نہ کی البتہ شرکاء محفل اپنی اپنی قیامگاہوں کی طرف چلے گئے اور میں نے برتن دھونے کا وظیفہ مکمل کرتے ہی حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ کی شہرۂ آفاق تصنیف لطیف مطالعہ کے لیے طلب کی، حضرت نے از راہ شفقت مجھے فرمایا اسے بحفاظت رکھیں اور بعد از مطالعہ مجھے واپس کر دیں۔ ہاں اگر میرے پاس اس کے دو نسخے ہوتے تو ایک آپ کو ضرور عطا فرماتا، اس پر میں عرض گزار ہوا! حضور! اگر آپ اجازت فرمائیں تو اسے نوٹ کر لیتا ہوں۔ آپ نے بصد خوشی اجازت سے نوازا، اس وقت فوٹو اسٹیٹ مشین کا وہاں مجھے ایڈریس نہ ملا چنانچہ راقم السطور بعد از نماز عشاء بارگاہ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا میں حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام عرض کرتے ہوئے۔

اپنے مکان پر آتا اور 234 صفحات پر مشتمل ''زلزلہ'' نوٹ بک پر رقم کرنے لگتا، صرف تین راتوں میں اوّل سے آخر تک حرف بہ حرف پوری کتاب لکھ ڈالی، اور میری خوشی کی انتہا نہ تھی کہ میں مدینہ طیبہ سے پاکستانی مسلمانوں کے لیے کتنا عظیم القدر اور عدیم النظیر تحفہ زلزلہ کی صورت میں لیے جا رہا ہوں۔

کہنے کو تو ''زلزلہ'' ہے مگر اللہ والے ہر چیز پر بعطائے خداو

رسول ﷺ تصرف اور کنٹرول رکھتے ہیں۔ مجھے بھی اللہ والوں سے محبت وصحبت نصیب ہے بنائے علیہ اس ''زلزلہ'' کو راقم بڑے آرام سے پاکستان میں لایا۔ حضرت الحاج پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی مدیر اعلیٰ جہان رضا اور بانی مکتبہ نبویہ کے سپرد کردیا۔ موصوف نے بلاخوف وخطر پاکستان میں ''زلزلہ'' برپا کردیا اور پھر اس کے اثرات کسی ایک صوبہ تک محدود نہ رہے بلکہ چاروں صوبے بمع آزاد کشمیر بلکہ دیگر ممالک تک ''زلزلہ'' نے ''دھماکے'' پیدا کردیے مگروہ ''دھماکے'' زلزلہ کی تاب نہ لاسکے واضح رہے کہ یہ ''زلزلہ'' ان زلزلوں کی طرح چند سیکنڈ یا چند منٹ تک محدود نہ رہا بلکہ یہ آج تک بڑے تسلسل سے ظہور پذیر ہورہا ہے اور اس سے یگانے بیگانے سبھی متاثر ہیں اس زلزلہ کے اثرات زیادہ تر مثبت ہیں۔ یہاں تک کہ منفی سوچ رکھنے والوں کے ایک معروف اہل قلم عامر عثمانی مدیر تجلی دیوبند نے تو یہاں تک سراہا کہ اپنے لوگوں کی بدنام زمانہ کتب کو چوراہے میں رکھ کر آگ دکھانے کا صائب مشورہ دیا۔

اور امریکہ کی ایک مشہور ترین لائبریری کے سربراہ نے حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں بڑی صراحت سے خط ارسال کیا کہ ہم نے امسال ہندستان کتابوں میں سے جس عظیم کتاب کا اپنی لائبریری کے لیے انتخاب کیا ہے وہ زلزلہ ہے براہ کرم اس کا نسخہ ارسال فرمائیے۔

وقت گزرتا گیا یہاں تک ''زلزلہ'' کے جواب میں مخالفین نے سر جوڑ کر اس لاجواب کتاب کا توڑ کرنے کے لیے میٹنگیں کیں، اجلاس بلائے، مشورے کئے اور پھر خفت مٹانے کے لیے متعدد کتابیں لکھ ڈالیں مگر زلزلہ میں اٹھائے گئے اعتراضات وسوالات کا قطعاً جواب نہ بن پائیں البتہ ان کے مطمع نظر کے مطابق روزی کا سبب ضرور ثابت ہوئی اور وہ چاہتے بھی یہی تھے اس لیے کہ ان کے اکابر نے چند روزہ جس اپنی روزی کے لیے ایسی ایسی ناپاک کتابیں محض اسی بناء پر تصنیف کیں تھیں۔ ان کے پھلگ کیسے پیچھے رہتے، نیز آج تک ان کے اخلاف سوقیانہ کتابوں کو محض اس لیے شائع کر رہے ہیں کہ ہمارا رزق بند نہ ہونے پائے راقم نے اپنی طویل نظم میں ان کے اس مقصد وحید کی طرف یوں اشارہ کیا ہے۔

وظیفے خاص کر انگریز کی جانب سے لیتے تھے
نبی کی شان میں گستاخیاں پھر خوب لکھتے تھے

(تابش قصوری)

چنانچہ حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ نے جب محسوس کیا کہ زلزلہ کے جواب میں آنے والی متعدد کا مطالعہ کیا تو محسوس ہوا کہ یہ لوگ تو منہ لگانے کے بھی قابل نہیں ہیں مگر بھولے بھالے مسلمانوں کو اخبار ورسائل کے ذریعے باور کرایا جارہا تھا کہ علامہ صاحب کے پاس ان کتابوں کا کوئی جواب نہیں ورنہ خاموش کیوں رہتے، حالانکہ ضرب المثل ہے

جواب جاہلاں باشد خاموشی

جب آپ کی خاموشی سے معاندین نے غلط مطلب برآری کی تو آپ نے جواب دینے کی ٹھانی، خیال رہے کہ ان دنوں علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ ہندو مسلم فسادات کی پاداش میں قید وبند کی صعوبتوں سے دوچار تھے، مگر جیل کی سلاخوں کے اندر ہی آپ نے زلزلہ کے جواب میں لکھی جانے والی کتابوں سے پانچ کا انتخاب کیا اور ''زیروزبر'' کے نام سے زلزلہ سے دو چند گنا زیادہ صفحات پر مشتمل کتاب مارکیٹ میں لے آئے۔ مگر پاکستان میں زلزلہ کی طرح زیروزبر کا براہ راست پہنچنا دشوار گزار تھا کیونکہ اس وقت تک بھی دونوں ممالک کے تعلق کشیدہ تھے، چنانچہ راقم السطور نے معلومات حاصل کیں اور پتہ چلا کہ زیروزبر ''دبئ'' پہنچ چکی ہے۔ حسن اتفاق

کہ وہاں سے سب سے پہلے یہ کتاب کسی مہربان نے مجھے بھیج دی، اور ہم نے مکتبہ قادریہ لاہور سے شائع کر دی۔

جیسے جیسے علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ کی تصانیف و تالیفات اور مقالات کا دائرہ وسیع ہوتا گیا ویسے ویسے ان کی زیارت کا شوق بھی بڑھتا چلا گیا۔ آپ خطوط بہت کم تحریر فرماتے، پھر بھی راقم السطور پر شفقت جاری رہی پاک و ہند کے تعلق نارمل ہوئے سفارت خانے کھل گئے حسب معمول ویزوں کا اجراء شروع ہوا۔ اور اچانک خبر ملی کہ علامہ صاحب کراچی سے لاہور تشریف لا رہے ہیں۔ اور موصوف کا جامعہ نظامیہ رضویہ میں چند روز قیام رہے گا۔ خدا خدا کر کے وہ ساعت سعید نمودار ہوئی کہ ہم علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کا بڑے تپاک سے لوہاری گیٹ کے باہر استقبال کر رہے تھے۔

نعروں کی گونج میں جامعہ میں قدم رکھا، مفتی اعظم پاکستان علامہ محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمہ علامہ شرف قادری، مولانا غلام فرید ہزاروی، مولانا حافظ محمد عبدالستار سعیدی، مولانا محمد صدیق ہزاروی نیز مدرسین جامعہ کے ساتھ آپ کا تعارف راقم السطور نے کرایا۔ آپ کے لیے حضرت مفتی صاحب نے استقبالیہ محفل کا اہتمام کیا۔ علامہ عبدالحکیم شرف قادری اور ناچیز محمد منشا تابش قصوری سے حضرت قبلہ مفتی صاحب علیہ الرحمہ نے آپ کی وسیع تر علمی و قلمی خدمات پر روشنی ڈالنے کا حکم فرمایا۔ ہم سے جو کچھ ہو سکا سعادت سمجھتے ہوئے بیان کیا۔ آخر میں حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ نے خراج محبت پیش کرتے ہوئے جامعہ میں تشریف آوری پر بھرپور انداز میں شکریہ ادا فرمایا تو حضرت علامہ صاحب علیہ الرحمہ نے تھکاوٹ کے باوجود ایسی شگفتہ تقریر فرمائی کہ تمام سامعین و حاضرین خوب خوب محظوظ ہوتے رہے۔ حضرت کا یہاں پہلی بار چھ روز تک قیام رہا۔

ایک دو روز کے لیے حضرت الحاج محمد مقبول احمد ضیائی قادری مدظلہ کے کاشانہ اقدس میں جلوہ افروز رہے بانی رضا اکیڈمی کی تعمیر، تبلیغی اور اشاعتی سرگرمیوں کو سراہتے ہوئے خوب دعا دیں اور خصوصی تحسینی تحریر سے نوازا، حاجی صاحب کی متواضع شخصیت کو حضرت نے بہت پسند کیا ان کے صاحبزادہ حافظ احمد رضا قادری کی خدمات سے بھی بہت متاثر ہوئے جہاں جہاں آپ نے تشریف لے جانا ہوتا حافظ صاحب اپنی گاڑی پر بصد مسرت لے جاتے جب چاہتے واپس آتے، بعدہ جب بھی آپ کا لاہور تشریف لانا ہوا آپ نے حاجی صاحب کے ہاں ہی قیام پسند فرمایا۔

پہلی بار تشریف آوری پر مجھے فرمانے لگے میرے عقیدت مندوں نے تحائف کے علاوہ کچھ رقم بھی نذر کی ہے مگر یہ تو بارڈر سے ''کراس'' نہیں کرنے دیں گے نیز بھارتی کرنسی ساتھ رکھنے کے لیے بھی ایک حد مقرر تھی اس سے زائد لانا لے جانا ممنوع ہے۔ کتابوں کا بوجھ اس ضعیفی کے عالم میں کون اٹھائے، آپ اس سلسلہ میں کیا معاونت کر سکتے ہیں۔ راقم السطور نے عرض کیا یہ تمام رقم میرے سپرد کر دیں اور اپنا اکاونٹ نمبر دیجئے، انشاء اللہ العزیز وہاں جمع ہو جائے گی۔ اسی زمانہ میں آپ کے استاذ بھائی حضرت علامہ بدر القادری ہالینڈ سے ''نداء الاسلام کے نام سے رسالہ نکال رہے تھے جس کی کتابت اور دیگر امور کی انجام دہی میرے ذمہ تھی راقم نے علامہ بدر القادری کی خدمت میں خط لکھا اور تمام صورت حال سے آگاہ کیا چنانچہ وہ نذرانہ بفضلہٖ وکرمہ تعالیٰ آپ کے اکاونٹ میں جمع ہو گیا، حضرت نے مجھے اپنے گرامی نامہ سے نوازتے ہوئے خوب دعائیں دیں۔

زلف و زنجیر، نامی شہرت یافتہ کتاب کو تو اوّل سے آخر تک عزیز القدر مولانا پروفیسر ضیاء المصطفیٰ قصوری (جو میرے حقیقی

بھانجے ہیں) اور راقم السطور نے مشترکہ طور پر مرتب کیا اور پہلی بار پروفیسر محمد یوسف فاروقی صاحب میرپور آزاد کشمیر کی معاونت سے لالہ زار پبلی کیشنز گجرات سے شائع کر کے علامہ صاحب کی خدمت میں ارسال کی گئی تو حضرت نے اظہار تعجب فرماتے ہوئے ہماری خوب تحسین فرمائی مبارک بادی کا خط لکھا اور کہا جو کام میں خود نہ کر سکا آپ نے کر دکھایا۔ بعدۂ زلف وزنجیر لالہ زار کے نام سے موصوف نے دہلی سے خود شائع کرائی، اب تو یہ عالم ہے کہ پاکستان کے بیشتر سنی کتب خانوں میں مسلسل شائع ہو رہی ہے اور ٹائٹل پیج پر دونوں نام دکھائی دیتے ہیں۔

آیئے حج کریں، حج وزیارت کے موضوع پر آپ کا یہ مختصر مگر جامع مقالہ ماہنامہ استقامت کانپور کے حج نمبر میں شائع ہوا، مجھے اتنا پسند آیا کہ از سر نو مرتب کر کے بزم اویسہ مریدکے کی طرف سے شائع کیا اور عین جس دن یہ کتابی صورت میں طبع ہوا، اسی روز آپ کا پہلی بار جامعہ نظامیہ رضویہ میں آنا ہوا تھا، جب میں نے ”آیئے حج کریں“ کتاب پیش کی تو آپ بے حد خوش ہو کر فرمانے لگے۔

منشاء میاں! بیشک میں نے کتابیں لکھیں مگر مجھے اعتراف ہے کہ پاکستان میں مجھے اور میری تصانیف کو آپ نے ہی متعارف کرایا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بیش از بیش صلہ عطا فرمائے۔ خیال رہے کہ اس دور کے بھارت سے تعلق رکھنے والے بیشتر سنی مصنفین کی تصانیف کا پاکستان میں اشاعت وطباعت کا محرک راقم الحروف ہی ہے۔ میری تحریک پر متعدد اداروں نے بھارتی مطبوعات کو شائع کرنا شروع کیا خصوصاً اس سلسلہ میں شبیر برادرز لاہور نے بڑی دلجمعی سے کام کیا اور اب علمی پبلشرز لاہور بھی نہایت معیاری اور کم ریٹ پر کتابیں شائع فرما رہے ہیں۔

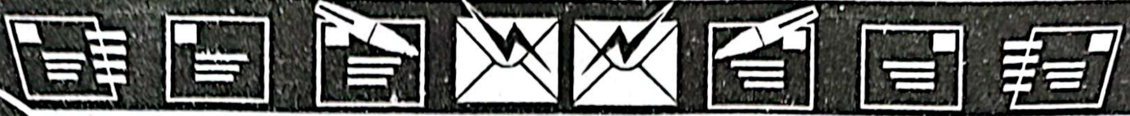
حضرت علامہ ارشد القادری مدظلہ سے متعدد بار ملاقات ہوئی، بہت مفید باتیں اور کارآمد مشوروں سے حضرت نے بہرہ مند فرمایا۔ آخری مرتبہ جب لاہور تشریف لائے تو آپ پر جذب کی کیفیت طاری تھی۔ اور بہت زیادہ یادداشتیں میرے دل ودماغ میں محفوظ ہیں۔ عزیزم محمد وسیم قادری زیدہ مجدہٗ کی فرمائش کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ چند باتیں قلم برداشتہ لکھ دی ہیں وقت ملا تو آئندہ کسی شمارہ میں خصوصیت سے ان کی یادوں کو تازہ کیا جائے گا۔ دعا ہے مولیٰ تعالیٰ حضرت علیہ الرحمہ کو جوار رحمت سے نوازے اور ان کے جسمانی وروحانی اخلاف کو ان کی دی گئی لائن پر ثابت قدمی سے چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین ثم آمین

جشن عید میلاد النبی ﷺ کی دھومیں

ہر سال کی طرح اس سال بھی پوری دنیا میں یوم عید میلاد النبی ﷺ نہایت ہی عقیدت واحترام سے منایا گیا۔

دعوت اسلامی کے زیر اہتمام ہر شہر میں سبز سبز پرچم لہرائے گئے اور محافل میلاد کے ساتھ ساتھ مرحبا یا مصطفیٰ ﷺ کی دھومیں مچاتے ہوئے جلوس بھی نکالے گئے۔ دعوت اسلامی کا سب سے بڑا اجتماع ذکر ونعت بسلسلہ عید میلاد النبی ﷺ اور جلوس کراچی سے نکالا گیا جس میں لاکھوں کی تعداد میں اسلامی بھائیوں نے شرکت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

جماعت اہلسنّت پاکستان کے زیر اہتمام پورے ملک میں محافل میلاد کا انتظام کیا گیا۔ جس میں علمائے اہلسنّت نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر ایمان افروز خطابات فرمائے۔ جماعت اہلسنّت لاہور کے زیر اہتمام اندرون لاہور میں گلیوں اور مکانوں کو سب سے زیادہ سجایا گیا کشمیری بازار سے لے کر بھاٹی گیٹ تک ہر گھر سجا ہوا تھا اندرون لوہاری کے نوجوانوں نے خوبصورت انداز میں لوہاری گیٹ کو سجا کر دلوں کو جیت لیا۔



ماھنامہ امیر اہلسنت کے نام مکتوبات

محمد فہیم رضا قادری

1۔ جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب

اخی الکریم زید مجدکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ وبرکاتہ، کرم نامہ باعث طمانیت ہوا۔ جہان امام ربانی کا ایک سیٹ دار العلوم نعمانیہ میں بھجوا دیا ہے فقیر نے لاہور میں چند نسخے رکھوائے ہیں، آپ لینا چاہیں تو فون نمبر 7229459 پر جناب عبدالسلام قریشی مظہری سے رابطہ کر کے رعایتی قیمت پر لے سکتے ہیں۔

فقیر کو دو تمغے امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے اور چار تمغے ادبی و علمی خدمات کے حوالے سے ملے ہیں۔ مگر ان تمغوں کی طرف توجہ نہ رہی۔۔۔۔ مولیٰ تعالیٰ اپنی ہی طرف متوجہ رکھے۔ آمین دعاؤں میں یاد رکھیں۔

فقط والسلام

محمد مسعود احمد عفی عنہ

2۔ پروفیسر محمد منیر الحق کعبی صاحب

عزیز مکرم حافظ محمد وسیم قادری السلام علیکم ورحمۃ اللہ،

امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ آپ کی ادارتی کاوشوں کا خوبصورت مرقع ''امیر اہلسنت'' کا مفتی اعظم ہند نمبر نظر نواز ہوا فقیر نے اپنے انتہائی خلوت کے لمحات میں مطالبہ کیا۔ حضور مفتی اعظم ہند شہزادۂ اعلیٰ حضرت کے اعلیٰ اخلاق و کردار اور سیرت و عظمت سے وقوف و شعور ملا۔ آل رسول حسنین میاں برکاتی نظمی کی وجد آفریں اور اخلاص و کیف سے منور تحریر نے قلب و جاں کو خاص سرور و اہتزاز بخشا سبھی اہل علم و دانش کے مضامین و شذرات حقیقت و عقیدت کے حسین امتزاج کا مظہر تھے۔ مولانا حسن علی رضوی محترم شرف قادری صاحب، اور آپ کے دونوں مضامین جہاں مفتی اعظم ہند کی شخصیت علمی وجاہت، انداز و اطوار معاشرت اور تنظیمی و تربیتی صلاحیت کا اظہار ملتا ہے، اُن کی پاکیزہ حیات، ایک صالح و متقی مومن جو سنتِ مصطفوی کا مجسم آئینہ ہو، فراست باطنی سے مملو، کا بھی پتہ چلتا ہے اور عوام و خواص اہل سنت کو درس و پیغام بھی کہ زندگی کس طرح گزارنی چاہیے اور کس طرح گزارنی چاہیے۔ رب کریم ان ارباب کرم کے طفیل صراط مستقیم پر گامزن رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

واجب الاحترام حافظ صاحب آپ نے ایک عمدہ اور دوررس نتائج کے حاملہ کام کا آغاز کیا ہے خدا آپ کا حامی و ناصر ہو۔

والسلام

محمد منیر الحق کعبی

3۔ حضرت علامہ عبدالمبین نعمانی مصباحی صاحب

مکرمی جناب حافظ وسیم قادری صاحب...... السلام علیکم

آپ کے دو خط آئے اور ''امیر اہلسنت'' کے تین شمارے، ایک تصانیف امام احمد رضا والا اور دو شمارے اس کے بعد ایک میں میرا مضمون دعوت اسلامی سے متعلق شامل ہے اس اشاعت پر آپ کا

شکریہ، ماہنامہ اچھا ہے، مفید مضامین پر مشتمل ہے، محافل نعت سے متعلق ایک مضمون بہت پسند آیا۔ ایسے مضامین کی ضرورت ہے کچھ اسی قسم کا ماحول یہاں بھی ہے۔ بلکہ یوں لگتا ہے نعت خوانی کو بھیک مانگنے کے ایک مہذب طریقے کو بطور عمل میں لایا جارہا ہے، باضابطہ چھوٹ [نمائشی] دینے والے متعین کیے جاتے ہیں اور چھوٹ کی خوب نمائش بھی ہوتی ہے۔ اور کبھی کبھی کھلے لفظوں میرے سامعین کو اپنی اپنی جیب ٹٹو لنے کی دعوت دی جاتی ہے۔ بلکہ اس جذبے کی وجہ سے بعض بڑے بڑے جلسوں میں علماء بیٹھے کے بیٹھے رہ جاتے ہیں ان کو قوم سے خطاب کا موقع ہی نہیں ملتا۔ یا ملتا ہے تو بہت مختصر، اس کی وجہ سے علماء کی ناقدری بھی ہوتی ہے کہ علماء کو جونذرانے ملتے ہیں اس کا دوگنا شاعروں اور نعت خوانوں کو دیا جاتا ہے۔ چھوٹ کی رقم اس کے اوپر ہوتی ہے۔

اس وجہ سے دعوت وتبلیغ کی معنویت ختم ہوتی چلی جارہی ہے اور قوم زیادہ تر لطف لینے جلسوں میں آیا کرتی ہے وعظ سننا اور اس پر عمل کرنا دور کی بات رہ گئی ہے۔ اور اس کو دیکھی کچھ علماء بھی لالچی ہو گئے ہیں العیاذ باللہ۔ قرآن کی بے حرمتی پر حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب کا مضمون بہت پسند آیا۔ ان کی صحت کی خرابی کی اطلاع بھی ملی۔ دعا گوہوں کے مولائے عزوجل شرف ملت وآبروئے اہلسنّت کے سایہ کوسروں پر دیر تک قائم رکھے اور صحت کاملہ سے نوازے۔

دین متین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کی توفیق بخشے آمین۔ بجاہ سید المرسلین علیہ وآلہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

حضرت مولانا محمد منشاء تابش قصوری صاحب مدظلہ کی اہلیہ اور مولانا کوکب نورانی صاحب کی والدہ محترمہ کے انتقال کی خبر ملی تھی ہر ایک کے لیے متعدد بار قرآن خوانی وایصال ثواب کا اہتمام کیا گیا۔ ہر ایک کو تعزیت بھی پیش ہے، اور دعائے خیر۔ ہر پرچے میں پورا ایک صفحہ امیر اہلسنّت کے تعویذات کے اشتہار پر صرف کیا جاتا ہے یہ عجیب ہے تعویذ کا معاملہ تو ایسا ہے کہ ضرورت مند سونگھتے رہتے ہیں کہ کون تعویذ دیتا ہے اور پہنچ جاتے ہیں اس کے لیے کسی اشتہار کی تو ضرورت ہی نہیں، البتہ اس صفحہ کو دینی مضامین پر صرف کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ اور اعلان کی کوئی خاص ضرورت ہو تو چند سطریں بھی کافی ہیں۔

والسلام

محمد عبدالمبین نعمانی قادری

تبصرہ کتب

مبصر محمد انیس قادری

1۔نام کتاب......تذکرہ میاں اخلاق احمد

مرتب..........جناب متین کاشمیری صفحات..........64

ملنے کا پتہ۔مکتبہ زاویہ نقشبندیہ لاہور

2۔نام کتاب......خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ صحابی یا تابعی

تالیف......حضرت علامہ فیض احمد اویسی صفحات......48

ناشر......حلقہ اویسیہ رضویہ ملتان

3۔نام کتاب......حسام الحرمین کی حقانیت وصداقت وثقاہت

تحریر.......... مولانا حسن علی رضوی میلسی صفحات......32

ہدیہ..........14روپے انجمن انوار القادریہ جمشید روڈ کراچی

4۔نام کتاب......امام اہلسنت علیہ الرحمہ مخالفین کی نظر میں

تحریر..........مولانا حسن علی رضوی صفحات......16

ہدیہ......8روپے انجمن انوار القادریہ جمشید روڈ کراچی

6۔نام کتاب......تبلیغی جماعت کا مشن

مؤلف جواد اکرم صفحات 16 ہدیہ......5روپے

ناشر......امیر اہلسنت پبلی کیشنز خضر روڈ اپر مال لاہور

6۔نام کتاب......ظہورِ نورِ مصطفےٰ ﷺ

تحریر......مفتی محمد محب اللہ نوری صفحات..........32

ہدیہ......دعائے خیر ناشر......رضا اکیڈمی چاہ میراں لاہور

6۔......بیان المیلاد النبوی صلی اللہ علیہ وسلم

تحریر......محدث کبیر علامہ ابن جوزی علیہ الرحمہ

مترجم......مفتی غلام معین الدین نعیمی علیہ الرحمہ

صفحات......48 ناشر......سنی تحریک لاہور

8۔نام کتاب......عیدوں کی عید

مصنف......علامہ غلام مصطفےٰ صدیقی

صفحات......48 ہدیہ..........15روپے

ناشر..........علمی پبلشرز داتا دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور

تبلیغی اشتہارات

مفتی رضاء المصطفےٰ ظریف القادری مدظلہ

ناشر: مکتبہ قادریہ چوک میلاد مصطفےٰ سرکلر روڈ گوجرانوالہ

1۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان کی شخصیت کا بیان

2۔ننگے سر نماز پڑھنے کے نقصان کا بیان

3۔مذہب حق اہلسنت کی کیا بات ہے

4۔تعظیم حبیب ﷺ گستاخ رسول ﷺ سزا کا بیان

5۔سبز عمامہ کے جواز واستحباب کا بیان

مفتی صاحب کے یہ تبلیغی اشتہارات علمی اور معلوماتی اعتبار سے بہت اہمیت کے حامل ہیں۔جن کا ہر گھر اور مسجد میں آویزاں ہونا نہایت ضروری ہے یہ اشتہارات علمی پبلشرز لاہور سے بھی حاصل کیے جاسکتے ہیں۔نور الایمان لفظی ترجمہ قرآن بھی دستیاب ہے۔

دعوت اسلامی کا ایک ایمان افروز منظر

حضرت علامہ مولانا الحاج محمد منشا تابش قصوری

امیر دعوت اسلامی حضرت الحاج محمد الیاس قادری ضیائی دامت برکاتھم اس دور کی وہ بابرکت شخصیت ہے جن کے عملی کردار نے ہزاروں لاکھوں نوجوان مسلمانوں کو متاثر کیا اور مسلک حق اہل سنت و جماعت کی عظمت و رفعت کا مینار ثابت ہوئے نوجوان نسل کو سنت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء پر گامزن کرنا کوئی معمولی کارنامہ نہیں، یہ امیر صاحب مدظلہ کی مساعی جمیلہ کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

کہ اس جماعت سے منسلک ہر بچہ، بوڑھا، نوجوان ،مرد عورت دین حنیف کی تڑپ لئے اپنی چند روزہ حیات مستعار کو اس نہج پر گزانے کی سعی کر رہے ہیں کہ حیات اخروی جو دائمی اور غیر فانی ہے اس کے لئے عمدہ سے عمدہ سامان تیار کر سکیں۔

ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والوں کی وافر تعداد مل جائے گی جو حضرت ضیائی صاحب مدظلہ کی تحریک پر جان و دل نچھاور کرنے کو تیار ہے۔ اس سے بڑھ کر کیا بات ہو سکتی ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے عشق کی دولت سے سرشار نظر آتے ہیں۔ آپ کا ہر فعل شریعت محمدیہ علیہ التحیۃ والثناء کی تبلیغ پر منتج ہوتا ہے، آپ کی تصانیف عمل کی راہ دکھاتی ہیں، عشق مدینہ آپ کا محور ہے۔

۱۹۹۴ء کو راقم السطور تیسری بار حج و زیارت کی سعادت سے بہرہ مند ہوا۔ مکہ مکرمہ میں ایک روز علامہ شبیر ہاشمی اور مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری مدظلہ سے سنا کہ امیر دعوت اسلامی مولانا محمد الیاس قادری ضیائی مدظلہ بھی اس سعادت کی باریابی کے لئے آئے ہیں۔ ہم نے ملاقات کا فیصلہ کیا، خراماں خراماں آپ کی قیام گاہ کی طرف روانہ ہوئے ،راستے میں آپ کے خدام سے پتا چلا اس وقت آپ قیام گاہ پر تشریف نہیں رکھتے، چنانچہ ہم یہ سنتے ہی واپس پلٹے۔

وہاں دعوت اسلامی سے منسلک بہت سے کارکن بھی حج و زیارت کے لئے آئے ہوئے تھے، جسے دیکھا سخت ترین گرمی میں پاؤں سے ننگے چل پھر رہے تھے، حالانکہ فرش، گلی ،بازار سبھی گرمی بکھیر رہے تھے، مگر عاشقان دعوت اسلامی بڑی بے نیازی سے بلا تکلف حرم پاک کی طرف رواں دواں دیکھتا۔ یہ امیر دعوت اسلامی کے پیغام محبت کی جلوہ گری تھی۔

پھر کیا دیکھتا ہوں کہ رات کا کچھ حصہ بیت چکا ہے

ہیںنکڑوں عشاق سبز عماموں سے سجے طواف بیت اللہ شریف میں مصروف ہیں۔ جب بیک زبان ذکر کلمہ اور تلبیہ کے کلمات پکارتے تو لطف آجاتا، اتنی کثیر تعداد میں انہوں نے حرم شریف میں موجود ہزاروں حجاج کرام کو اپنی طرف متوجہ کر رکھا تھا یہاں تک کہ سعودی شرطے حیران رہ گئے اور اس مشترکہ طواف کا جو منظر دعوت اسلامی کے کارکنوں کا میں نے دیکھا، اس کے روحانی لطف سے زندگی بھر سرشار رہوں گا۔

سنا ہے بعدہ وہاں کی انتظامیہ نے ایسا نہیں ہونے دیا تاہم یہ نورانی روحانی، ایمان افروز اور دل کش نظارہ تاریخ کا حصہ بن چکا ہے۔ ممکن ہے اس حج و زیارت کی روئداد لکھنے والے کسی رکن نے اسے محفوظ کرلیا ہو۔

حضرت مولانا علامہ الیاس قادری ضیائی مدظلہ کے چند ایک گرامی نامے میرے نام بھی آئے، جو میرے ریکارڈ میں محفوظ ہیں، وہ ہوا یوں کہ راقم السطور "ضیائے مدینہ" کے نام سے حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے احوال و آثار پر مبنی کتاب کو سیٹ کر رہا تھا۔

جو حافظ قاری محمد طاہر قادری ابن الحاج مقبول احمد ضیائی ناظم اعلیٰ رضا اکیڈمی لاہور نے مرتب کی اور رضا دار اشاعت لاہور پاکستان کی طرف سے شائع ہو چکی ہے، اس کتاب کے لئے حضرت نے اپنی ایک منقبت اور ایک مضمون جو اپنے پیر و مرشد قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی محبت میں قلم بند فرما چکے تھے، مجھے مرحمت فرمائے، جو شامل کتاب ہیں۔

میرے لئے خوشی کی بات تھی کہ موصوف نے اپنا قیمتی مضمون عنائت فرمایا اور ساتھ ہی اپنے مکتوب محبت سے سرفراز فرمایا۔ حضرت کی ذات والا برکات ایک کھلی کتاب ہیں اور اس کا ہر ایک حرف، جملہ، صفحہ، ایک سے بڑھ کر ایک روشن۔ اللہ کرے "دعوت اسلامی" کا پیغام پھیلتا چلا جائے، نہ صرف مسلمانوں کے عقائد پختہ ہوں بلکہ غیر مسلم بھی اس تبلیغی مشن سے متاثر ہو کر زمرہ اسلام میں داخل ہوتے رہیں، یہاں تک کہ چہار دانگ عالم اس سے منور و مستنیر ہو جائیں۔

دعا ہے میرے شاگرد رشید حافظ محمد وسیم قادری نے جو علماء و مشائخ اہل سنت اور خصوصاً حضرت علامہ مولانا محمد الیاس قادری رضوی ضیائی دامت برکاتھم العالیہ کی خدمات پر لکھنے کا عزم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ بجاہ حبیبہ الاعلیٰ ﷺ اس میں کامیابی و کامرانی کی دولت سے نوازے۔ آمین ثم آمین

اختر مصباحی

پتھر سے میٹھے چشمے بہاتے ہیں کم ہی لوگ
کانٹوں میں رہ کے پھول کھلاتے ہیں کم ہی لوگ
تاریکیوں سے لڑنے کی سب کو سکت نہیں
طوفاں کی زد پہ دیپ جلاتے ہیں کم ہی لوگ
قربان کرکے اپنے لہو کی اخیر بوند
علم و ادب کی مانگ سجاتے ہیں کم ہی لوگ
توفیق استقامت وجذب خلوص سے
تحقیق کے چراغ جلاتے ہیں کم ہی لوگ
ملتا نہیں ہر ایک کو سرمد کے مثل جام
اس آن بان شان سے جاتے ہیں کم ہی لوگ
اختر کی طرح خدمت ملی کے واسطے
یوں گلستان تازہ سجاتے ہیں کم ہی لوگ

MONTHLY

AMEER-E-EHL-E-SUNNAT

LAHORE



Faheem Graphics 0300-4541210

E mai... Fax:042-7214700